UNIVERSAL LIBRARY
OU_188857
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹-۱۸/۹۴۴۵ ۹۷۱ Accession No. ۱۷۴۰

Author محمد رشید علی خان صدیقی

Title ۸/۱۳۱۵ دفتر امانی

This book should be returned on or before the date last marked below.

الحمد للہ

اختر ایمانی

۱۵ ھ ۱۳

الملقب بہ

مہر نبوت

ذکر سراپا برکت حضرت ختم الرسالت صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ

رشک بلبل جنان جناب نواب محمد اشارت علی خان صاحب صدیق رئیس میرٹھ

جسکو

حافظ منشی محمد معشوق الٰہی نامی خلف الصدق داروغہ منشی [illegible] الٰہی خویش مصنف موصوف

مرتب و تصحیح کرکے اپنی کوشش وسعی سے

نامی پریس واقع میرٹھ میں طبع کرایا

شجرہ خاندان مصنف کتاب ھذا

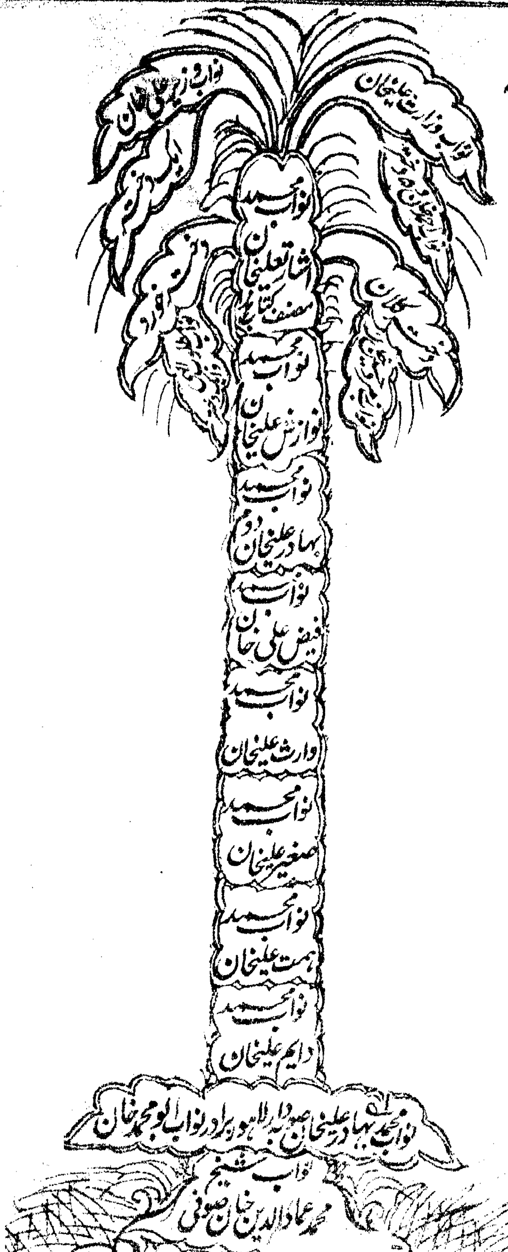

ف شاہجہان بادشاہ کے عہد میں لاہور کے صوبہ تھے دھلی کی جامع مسجد بھی انہیں کی رائے اور اہتمام سے تعمیر ہوئی تھی ۱۲۳۲

بعون صانع مکین و مکان فضل حق خلاق زمین و زمان

من تصنیف شاعر شیرین زبان شکر بیان جناب منشی محمد اسمٰعیل خان تخلص صادق ... الثانی

اختر ایمانی

۱۳۱۷

معروف بہ

مہر نبوت

بہ سعی و کوشش و جانکاہی حافظ منشی معشوق الٰہی مہتمم مطبع و خوشنویس صفت موصوف

در مطبع نامی گرامی واقع عشق آباد میرٹھ مطبوع اہل ایمان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہاں اے صوابِ دامنِ عصمت دراز کر ۔۔۔ عیسےٰ کی طرح چرخ چہارم پہ ناز کر
توحید کے کلام سے دل کو گداز کر ۔۔۔ ہر اک قدم پہ وعظ کی محفل کا ساز کر
ذکرِ ولادت شہِ والا کا رنگ ہو
تقوے سے ساز باز ہو بدعت سے جنگ ہو

ہے روزِ عید عیش کے دامن میں ہات ہو ۔۔۔ آئینہ کار بام و درِ کائنات ہو
لیکن کسی طرح کی نہ بدعت کی بات ہو ۔۔۔ رنگِ نوائے اِتقا زہرہ کے سات ہو
آہنگ کوئی نکلے نہ باہر اُصول کے
شاخوں میں پھول بوٹے ہوں نعتِ رسول کے

بزمِ نشاط میں ہی شریعت کی دھوم دھام ۔۔۔ اسلام کا ہی جشنِ سعادت کا اِنتظام
بدعت کے ساز ٹوٹتے ہیں جا بجا تمام ۔۔۔ لب کو غنا سے کام غنا کو نہ لب سے کام
آجائے لِشکری جو کوئی راہ بھول کر
کھِل جائے گل کی طرح گلا پھول پھول کر

حُسنِ عمل کے پھول کھلے ہین چمن چمن
سرکہ بنی شراب ہوئے نشئے سب ہرن
مہکی ہوئی ہی عطر سے تقوے کی انجمن
پنبہ دہن ہی شیشہ نہین لب پہ کچھ سخن
آراستہ ہر ایک ہے زہدِ جلیل سے
بط مانگتی ہی اوڑنے کو پر جبرئیل سے

گردش ہر اک ستارے کی ہی عشرت آفرین
کوئی کسی سے حسن سعادت مین کم نہین
مریخ اور زحل پہ ہی برجیس کا یقین
یہ ماہ کا قرین تو وہ زہرہ کا ہمنشین
نیک اختری کی شمس و قمر سے نمود ہے
جو چرخ سے ورود ہی اب وہ درود ہے

سلگائین مہر و ماہ سہانے انگیٹھیان
بادِ شمیم خلد جنان عود کا دھوان
جائے سپند دانۂ پروین شررفشان
پہنچے اگر دماغ مین مردے کے آئی جان
عنبر کے ہوش اوڑائے جو عطر بہار نے
سو لخلخے سنگھائے خطا و تتار نے

پھولی نہین سماتی ہی جامہ مین آرزو
شبنم سے نونہالِ چمن کرتے ہین وضو
پھولون سے پھول ہنستے ہین بلبل کے روبرو
غنچون کے تر دماغ ہین اترا رہی ہے بو
برگ و ثمر کو دیتے ہین اشجار تہنیت
غنچون کو پھول پھول کو گلزار تہنیت

نورِ محمدی کا جہان مین ورود ہے
کعبہ بھی سر جھکائے برائے سجود ہے
لب پر ہر ایک جن و بشر کے درود ہے
افلاک پر دماغ قیام و قعود ہے
باندھین صفین فرشتون نے تسلیم کے لئے
ہین انبیا کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے

کیا نور ہے کہ رشک تجلّیِ طور ہے
انوارِ رحمتِ صمدی کا ظہور ہے
آنکھون مین روشنی ہی جگر مین سرور ہے
ہر ذرہ آفتاب ہے ہر سایہ نور ہے
سورج مکھی کے پھول مین لالہ کا داغ ہے
قندیل آفتاب مین روشن چراغ ہے

جھڑتے ہین پھول غنچو نکے منہ سے چمن مین آج
رنگینیان ہین لاکھ طرح کی سخن مین آج
پھولے نہین سماتے ہین گل پیرہن مین آج
بلبل کی طرح گویا زبان ہے دہن مین آج
عطر بہار خلد بسا ہے دماغ مین
گل کاریان ہزار ہین شمع و چراغ مین

تشریف لانے کو ہین شہ عرش آستان
آنکھین بچھی ہین راہ مین رستے ہین کہکشان
مژدہ زمین کو دیتا ہی ہر ایک آسمان
بادِ صبا نے کھولے ہین غنچون کے عطر دان
خوشبو دماغ عطر سے ہے آفتاب کا
گویا ہے ذرہ ذرہ کٹورا گلاب کا

اظہار شان مُطلبی ہے پڑھو درود
خاموش رہنا بے ادبی ہی پڑھو درود
جلوہ فروز نور نبی ہے پڑھو درود
ذکرِ محمدؐ عربی ہے پڑھو درود
صلّے علےٰ کا شور ہے کُل کائنات مین
قد قامت الصلوٰۃ عیان بات بات مین

اس ورد سے نہ خالی ہو کام و زبان و لب
کیا ذکر اُن کا پڑھتا ہی خود بھی جناب رب
اسمین ہی قدسیو نکے گذرتے ہین روز و شب
عقدِ ابوالبشر ہوا حوّا کے ساتھ جب
غش تھے جو دونون احمد مرسل کے نام پر
حوّا کا مہر ٹھیرا درود و سلام پر

آدمؑ کے عقد کی جو ہوئی قدسیون مین دھوم
رہمین تھین اتقا کی سعادت کا تھا ہجوم
قندیل مہر و مہ تھے کنول نور کے نجوم
نیک اختری یہ کہتی تھی ہر بار جھوم جھوم
سامان یہ ہے ظہور حبیب اِلٰہ کا
صلّے علٰے قرآن ہے برجیس و ماہ کا

اِس عقد کی بہار سے گلشن تھا آسمان
پھولون سے تھا درود کے مہکا ہوا جنان
گلدستے تھے سلام کے طاقون مین گلفشان
عطر سہاگ کا تھا ہر اک غنچہ عطر دان
دولہ دولہن بنے ہوئے وہ مہر و ماہ تھے
قاضی خدا تھا اور ملائک گواہ تھے

صلّے علٰے بیان ہو شرف کیا درود کا
آدمؑ کو جب کہ حُلۂ ہستی عطا ہوا
تنہائی سے تھا اُسکا بہت جی اُچاٹ سا
جھونکا سا نیند کا جو تردد مین آ گیا
حیران ہے عقل خالق اکبر کی شان سے
حوّا کو اُس کی پیدا کیا بائین ران سے

آدم نے آنکھ کھولکے جو اُسپہ کی نظر
اُس نے کہا کہ پہلے ادا دین مہر کر
حیرت مین رہگئے وہین سُنکر ابوالبشر
آئی صدا کہ فکر ہے کیون آمین اسقدر

آغاز ولادت آنحضرت صلعم

کر فخر اپنی شان و شکوہ و نصیب پر
دس بارہ پڑھ درود ہمارے حبیب پر

ساقی کہان ہے جام شراب صواب دے
تردامنی ہے سایہ فگن آفتاب دے
کام و زبان دُھولون جو مشک و گلاب دے
کیا اٰمین ہے صلاح تری کچھ جواب دے
میلاد لکھ رہا ہون رسالت پناہ کا
کعبہ مین شور اشہد ان لا الٰہ کا

لاکھون حجاب مین تھا نہان حسن لایزال
رخسار پر نہ غازہ نہ گیسو نہ خط و خال
آئینہ سے نہ بحث نہ شانہ کا تھا خیال
یہ خود نمائی تھی نہ یہ جلوہ نہ یہ جمال
پردہ اُٹھایا نور رسالت پناہ نے
دیکھے ہزار رنگ کے جلوے نگاہ نے

جلوہ فروز عرش نہ کُرسی نہ طور تھا
آدم کی خاک تھی نہ ملائک کا نور تھا
غلمان کا کچھ نشان نہ کچھ ذکر حور تھا
ہستی تھی اور نہ ہستی کا نور و ظہور تھا
مین کیا کہون کہ حال عجیب و غریب تھا
اک اُسکی ذات اور اک اُس کا حبیب تھا

اظہار کی جو اپنے بہت تھی اُسے ضرور
پہلے ہر ایک نور سے پیدا کیا وہ نور
رحمت کے جوش نے جو کیا اُس سے پھر وفور
ہر ایک شئ کا ہو گیا اُس نور سے ظہور
موسیٰ کو غش ہوا جو تجلّی سے طور کی
تھی روشنی وہ اُسکے چمک کے ظہور کی

وہ نور پاک جب ہوا جلوہ فروز ناز
سجدے کے واسطے جُھکا از بہر امتیاز
پیش خدا پڑھا کیا لاکھون برس نماز
کیا جانے کوئی کیسا تھا یہ راز اور نیاز
اِس کا کوئی شریک نہ اُس کا شریک ہے
یہ لاجواب خلق مین وہ لاشریک ہے

فرمائی اُسپہ حق نے جو اک مہر کی نظر
پھیلین شعاعین اُسکی ضیا کی اِدھر اُدھر
بارہ حجاب ہو گئے اُن سے بکرّ و فر
ہر اک حجاب مین رہا وہ نور جلوہ گر
بارہ ہزار سال کسی مین ہزار سال
ذکرِ خدا مین کرتا رہا وہ شمار سال

پھر بیں اُس سے نور کے دریا ہوئے رواں — ابر بہار رحمت باری کے سب نشان
فرمایا غسل اُس نے ہر اک مین بعزّوشان — بحر اخیر سے جو وہ نکلا گہر فشان

جو قطرے اُس سے ٹپکے ولی اور نبی ہوئے
ایسے گہر نہ ابر سے پیدا کبھی ہوئے

ہر ایک اُن مین مطلع انوار کبریا — خورشید آسمان ضیا تاج اتقا
قدرت کے حُسن کا تھا مرقع کھنچا ہوا — عالم فروز ماہ سے تا ماہی نور تھا

یون گرد تھے وہ نور حبیب اِلٰہ کے
جسطرح سے ستارے جلو مین ہون ماہ کے

اُن سے کیا یہ واحد بے مثل نے خطاب — وہ کون ہی کہ جس سے تمھاری ہی آب و تاب
نور محمدی کہ تھا اُن سب مین انتخاب — پہلے ہر اک سے بڑھ کے دیا اُس نے یہ جواب

ہم تیرے بندے اور تو پروردگار ہے
قدرت کا تیری سارا یہ نقش و نگار ہے

ہر ایک شان سے جو بڑھا اُس کا افتخار — کہتا تھا اپنے جی مین تری شان کے نثار
کیا کیا دیا ہے تو نے مجھے جاہ و اقتدار — آدم کو میری شان کرامت سے ہے وقار

اِتنی نوازش اور تری مجھپہ آج ہو
کل میرے سر پہ کُل کی شفاعت کا تاج ہو

فرمایا حق نے اَی مرے محبوب جان نثار — تیرے سوا نہین ہی کوئی میرا راز دار
مین جانتا ہون جو ہی ترا جاہ اور وقار — بخشون گا تیری لئے سے لاکھون گناہگار

مالک کیا ہے تجھکو سفید و سیاہ کا
کیا کام تیرے کام مین وہم و نگاہ کا

تیرے لئے جو خُلق ہی تیرے لئے کرم
تیرے لئے شکوہ ہی تیرے لئے حشم
تیرے لئے جو سیف ہی تیرے لئے علم
تیرے لئے جو لوح ہی تیرے لئے قلم
تجھپر ہر ایک چیز کا دار و مدار ہے
جو چاہے کر جہان مین تجھے اختیار ہے

چمکا جو اس نوید سے وہ نور کردگار
اُسکی چمک سے ہوگیا اک جوہر آشکار
صناعِ لاجواب کی صنعت کے ہین نثار
دس حصّے اُسکے ہوگئے ہر ایک نوربار
آرایش جہان کے وہ حصے سبب ہوئے
پیدا اُنہین کے مادّون سے سب کے سب ہوئے

افلاک و عرش و کُرسی و لوح و قلم بنے
تسنیم و سلسبیل و بہشت وارم بنے
دشت و جبال و مال و متاع و درم بنے
حور و پری و جن و ملک اور ہم بنے
جلوہ فروز چشم و نظر مین جو نور ہے
اُس نور کے نثار سب اُس کا ظہور ہے

روح و وجود و آتش و آب و ہوا و خاک
برجیس و آفتاب و مہ و زہرہ و سماک
فضل و کمال و دانش و انصاف و صاف و پاک
لطف و نوازش و کرم و الفت و تپاک
روشن ہر ایک شے ہے محمدؐ کے نور سے
آواز لن ترانی کی آتی ہے طور سے

رکھا قلم نے تختۂ ہستی پہ جو قدم
آیا یہ حکم کر میری توحید اب رقم
ہیبت سے شق ہوا نہ رہا اُسکے دم مین دم
سجدے کو جھک گیا اُسی حالت مین یکقلم
برسون اِسی خیال مین وہ سرنگون رہا
خشک ایسا ہوگیا کہ رگون مین نہ خون رہا

مدت کے بعد آیا جو وہ اپنے حال مین — حیران تھا کیا لکھون صفتِ لایزال مین
آتا نہین ہی کچھ میرے وہم و خیال مین — اُلقا ہوا کہ ڈالا ہے سر کیون محال مین

لکھا اِس طرح سے نام خدائے قدیر کا
پہلو مین اُس کے نام بشیر و نذیر کا

جس لوح پر ہو نام احد کا لکھا ہوا — احمدؐ نہ اُس کے پہلو سے ہو بال بھر جدا
دونون مین ایک میم کا پردہ ہے اور کیا — ظاہر ہی جس سے عاشق و معشوق کا پتا

ورنہ خود آپ ہی ہے وہ جلوہ کئے ہوئے
معشوق کے ہے سر کو بغل مین لئے ہوئے

جب لکھ چکا وہ کلمۂ طیب بصد ادب — کہتا تھا جی مین کون ہی ایسا یہ ذی نسب
نامِ بزرگ جس کا ہی زیبِ کنارِ رب — آواز آئی غیب سے جس کے لئے ہین سب

درگاہ کبریا کا مدار المہام ہے
اِس پر تمام خلق کی حجت تمام ہے

قدرت کے نو بہار کا یہ تازہ پھول ہے — یہ نخل بند گلشن فرع و اصول ہے
قربت مرے حضور مین اسکو حصول ہے — جو آرزو ہی اسکی مجھے سب قبول ہے

گر رات کو یہ دن کہے مین اُسکو دن کرون
خاطر کو اِسکی ہر طرح سے مطمئین کرون

آغاز کائنات محمدؐ ہے ذو الکرام — توریت مین لکھا ہی بدفعات اسکا نام
دونون جہان کا رائے پہ ہی اسکی اِنصرام — اس پر ہوا ہی نظم رسالت کا اختتام

یہ راز دار اشہد ان لا آلہ ہے
اِسکے شرف کی مُہرِ نبوت گواہ ہے

جسدم سُنا قلم نے حبیبِ خدا کا نام — اُٹھا اور اُٹھکے دور سے جھک کر کیا سلام
صلے علیٰ وقار زہے شانِ احترام — اُسکا جواب حق نے دیا باصد احتشام

کس سے ہو وصف اُس شہ والا مقام کا
اللہ خود جواب دے جس کے سلام کا

پھر حکم خاص حضرتِ جبریلؑ کو ہوا — اک مشتِ خاک جلد زمین سے اُٹھا کے لا
منظور ہے کہ اس سے شرف اُسکو ہو عطا — روح الامین نے جا کے زمین سے جو یہ کہا

ہنسکر زمین فرطِ خوشی سے اُچھل پڑی
کچھ خاک تھی سفید کہ مُنہ سے نکل پڑی

روح الامین خاک وہ لائے بصد ادب — اُس سرزمین سے قبرِ منور جہان ہے اب
تسنیم و سلسبیل سے گوندھی گئی وہ جب — اُس سے بنایا جوہرِ پاک شہِ عرب

برتر نہ کیونکہ عرش سے وہ خاکِ پاک ہو
نورِ خدائے پاک سے جو تابناک ہو

جس خاک کو کہ نور سے اُس کے ملی ضیا — صلے علیٰ وہ رتبہ ہے اُسکا کہون مین کیا
یہ عرش اُسکے ساتھ جو میزان مین تُلا — اِسکا تو پلہ اُٹھگیا اور اُس کا جُھک گیا

یہ پہنچا آسمان پہ شبک سنگ بار سے
وہ رہگئی زمین پہ ہزارون وقار سے

سب ہو چکے جو نور محمدؐ سے جلوہ گر — فردوس و عرش و کرسی و لوح و قلم سقر
جن و پری و جانور و قدسی و بشر — الماس و لعل و نیلم و یاقوت و بحر و بر

دامن گُہر سے حضرتِ آدم کا بھر دیا
حق نے وہ لعل بے بہا تفویض کر دیا

پیش نظر جو روح کے تھا نور کردگار
آدم کی مشت خاک سے کرتی تھی وہ فرار
نورِ نبی سے مِل گیا جب اُس کو افتخار
خود دوڑ کر وہ آگئی اِس شوق کے نثار
اِنسان کے وجود کی آغاز ہوگئی
اللہ رے خاک خلق مین ممتاز ہوگئی

سجدے فرشتے کرتے تھے اُنکی جناب مین
شان و شکوہ و فخر تھے حاضر رکاب مین
ہر اِنتخاب سے تھا شرف اِنتخاب مین
قاصر زبان ناطقہ ہے اُن کے باب مین
حاصل ہوئی شکوہ جو اِس فخر و جاہ کی
تعظیم تھی یہ نورِ رسالت پناہ کی

آدم نے پھر یہ عرض کی ای قادر غیور
پیشانی مین جو میری ہی اُس نور کا ظہور
دِل مین ہی ٹھنڈک اور طبیعت کو ہی سرور
لیکن بغیر اُسکے نظر مین نہین ہے نور
کیا ہی بزرگ شان ہی اُس پاک ذات کی
اوترا وہ نور اُنگلیون مین سیدھے ہات کی

ہاتون کو چوم چوم کے کہتے تھے مرحبا
تو کاف و نون کے ہی معانی کا مدعا
ناطق ہی تیری شان مین والشمس والضحےٰ
تیری ضیا سے چشم تمنا کو ہے ضیا
جو چومتے ہین ہاتون کو حضرت کے نام پر
احسان ہے یہ جدِّ علیہ السلام پر

حق نے جو وہ گھر دیا اُس کو تو پیشتر
تاکید کی اِس امر کی ای اصل ہر بشر
اِس کو جو کوئی صرف کرے دیکھ بھال کر
ارحام پاک مین یہ رہے نور جلوہ گر
کیا ہی خدا کو نور پہ اپنے نگاہ تھی
منزل بھی اُسکے واسطے عفت پناہ تھی

آدم کے بعد اُس سے ہوئے جو گہر بکف
پابندی سے اِس امر کے دائم رہا شرف
اُنکی طرف تھا زہد وہ تھے زہد کی طرف
عز و وقار بہر قدمبوسی صف بصف
حصّے مین تھا وقار خدا داد آپ کے
تھے اِنتخاب فخر مین اجداد آپ کے

اِک عرصہ تک وہ نور دل افروز کبریا
اپنی تجلیون کی دکھاتا رہا ضیا
اِس پردہ مین رہا کبھی اُس پردہ مین رہا
سب مین اخیر حضرتِ عبداللہ کو ملا
عرشِ برین پہ کیونکہ نہ اُس کا دماغ ہو
مشعل فروز خلق مین جس کا چراغ ہو

عالم فروز حسن تھا عبداللہ کا جمال
تارِ شعاعِ مہر ضیا بار بال بال
مہر و یونکا تھا اُسکے نہ ملنے سے غیر حال
گھُٹ گھُٹ کے ہوگیا تھا ہر اک صورتِ ہلال
پیشانی مین جو آپکے حضرت کا نور تھا
قامت پہ غش نہال سرِ کوہِ طور تھا

وہ رُعب تھا جبین مقدس سے جلوہ گر
پاسِ ادب سے رہتا تھا ہر ایک دور تر
بتخانہ کوئی راہ مین آجاتا تھا اگر
گر پڑتے تھے زمین پہ بُت کانپ کانپ کر
کیا نور ذوالجلال کے رعب و جلال تھے
پہلے ہی اُنکے آنے سے بُت پائمال تھے

مصروف تھے شکار مین اک دن وہ نامدار
آئے مقابلے کے لئے چند نابکار
تیرِ جنودِ غیب کا ہر اک ہوا شکار
کیا تاب تھی جو اُن سے کوئی کرتا کارزار
شق ہونیکا جو نور نبی سے خیال تھا
مہتاب کو نہ روبرو اُن کے کمال تھا

دیکھی وہان وہب نے جو وہ غیب کی مدد
چاہا کہ آمنہ کو کرون اس کے نامزد
عبداللہ کی بزرگی کی ہاتھ آگئی سند
تھی عبدمطلب کو بھی پہلے سے اسکی کد
دونون طرف سے عقد کے اقرار ہوگئے
اک رشتہ مین دو گوہر شہوار ہوگئے

عبداللہ سے جو وہ گہر تاج اتقا
ہر شاخ باردار ہوئی ہر شجر ہرا
عصمت پناہ آمنہ خاتون کو ملا
جسپر نگاہ کرتے تھے تھا وہ ہرا بھرا
بو آج تک وہی ہے گلون کے دماغ مین
اترا رہا ہے پھول کے گل ہر چراغ مین

اس بے بہا گہر سے ہوئی وہ جو بہرہ ور
اور جمعہ کی وہ رات نہایت ہی لطف پر
تھی بارہوین جمادی الآخری کی جلوہ گر
حیران تھا جسکے حسن لطافت پہ خود قمر
نیک اختری کا عرش برین پر دماغ تھا
ہراک ستارا حسن عمل کا چراغ تھا

آنکھین تھین منتظر کہ یہ نور نظر ملے
معدن کی آرزو تھی کہین یہ گہر ملے
افلاک کی دعا تھی یہ رشک قمر ملے
سبزہ یہ کہہ رہا تھا کہ ایسا خضر ملے
جب آمنہ کو ملگیا سب گرد ہوگئے
یک لخت جوش خاطرونکے سرد ہوگئے

سوئے نصیب دیر کے جاگے حرم کے بخت
پھولا نہ بوستان مین سمایا کوئی درخت
یکبارگی بدل گئے سارے جہان کے رخت
دہشت سے الٹے اہل ضلالت کے تاج و تخت
ابلیس سر پٹکنے لگا سنگ کوہ سے
بت کانپ کانپ گر پڑے طاق شکوہ سے

مشرق کے طائرون نے بہم ہو کے یکدگر
ہین جسکی آب و تاب سے یہ شمس اور قمر
مغرب کے طائرون کو سنائی یہ خوشخبر
وہ آج آمنہ کو عنایت ہوا گہر

اب آمد رسول دو عالم قریب ہے
دوڑو زیارتون کو جو یاور نصیب ہے

دیوار و در کو دیتے تھے دیوار و در نوید
کیجے جدھر کو گوش سماعت اُدھر نوید
برگ و شجر کو دیتے تھے برگ و شجر نوید
دیتی تھی خود نوید کو بھی آن کر نوید

ہر سنگ و خشت کی جو زبان پر نوید تھی
گویا کہ اپنے جامہ سے باہر نوید تھی

ابتک وہ نور پردۂ عصمت مین تھا نہان
وان دی نہ اُسکو موت جفا کار نے امان
پھر سفر پدر نے کمر باندھی ناگہان
اک نکتہ اسمین قدرت حق کا تھا درفشان

برتر پسر سے تا نہ پدر کا مقام ہو
ہر ایک کا اُسی پہ درود و سلام ہو

یہ سن کے آمنہ نے کیا نالہ و بکا
کہنے لگے فرشتے الٰہی یہ کیا ہوا
جس سے زمین پھٹ گئی اور چرخ ہلگیا
تیرے حبیب کے کوئی سر پر نہین رہا

جلوہ کیا جہان ہین نہ ابتک یتیم نے
کھینچا پدر کو شوق دیار قدیم نے

آئی صدا کہ کس لئے یہ شور اور فغان
ہمنے شکم مین ماہی کے یونس کو دی امان
واقف نہین ہماری عنایت سے کیا جہان
آنے دیا نہ چاہ کا یوسف پہ کچھ زیان

اور ونپہ جب رعایتین ہم دم بدم کرین
کیونکر نہ پھر حبیب پہ لطف و کرم کرین

اور وہ حبیب جس سے خدائی کا انتظام
باقی رہی تھی ایک شہادت برائے نام
دونون جہان کی خوبیونکا اُسپہ اختتام
سو وہ بھی اُس کے دونون نواسونپہ کی تمام
کلک قضا نے عرش پہ لکھا دریغ سے
اک زہر سے شہید ہوا اور ایک تیغ سے

وقت ولادت آنحضرت صلعم

ساقی کہان ہی جام شراب طہور کا
چھایا ہوا ہے چارطرف ابر نور کا
وقت آگیا ہے رحمت حق کے ظہور کا
شیشہ کا مُنہ کھلے تو مزا ہے سرور کا
خالق کی حمد مین ہین ملائک تلے ہوئے
آٹھون بہشت کے ہین دریچے کھلے ہوئے

وہ نو مہینے حمل کے جب ہوگئے تمام
عشرت کی آسمان سے زمین تک تھی دھوم دھام
فصل بہار نے کیا عالم کا انتظام
حورونکی ٹولیان تھین فرشتونکے اژدہام
گھر آمنہ کا فخر مین بالاترین ہوا
فرش زمین کا عرش برین جانشین ہوا

پھولون کی آب رحمت باری سے آبرو
اترا رہا ہے بلبلون کا رنگ آرزو
مہکی ہوئی ہے چارطرف موتیا کی بو
رطب اللسان درود سے مرغان خوش گلو
مذکور ہے ولادت عرش افتخار کا
محفل ہے یا کھلا ہوا تختہ بہار کا

طرفہ بہار ہے کہ جہان باغ باغ ہے
لالہ کا داغ نزہت گل کا چراغ ہے
دم بھر نسیم کو نہ چمن سے فراغ ہے
سبزی بہن وہ بہار کہ لالہ کو داغ ہے
فوارے جوش فرط طرب سے اوچھل پڑے
گل دیکھنے کو غنچون سے باہر نکل پڑے

جوبن پہ حسن گلشن جنت نگار ہے
سجدے مین لایزال کے ہر برگ و بار ہے
پھولون پہ پھول غنچون پہ غنچہ نثار ہے
گویا بہار قدرت پروردگار ہے
برسے گہر مراد کے ابر شمیم سے
دامن خوشی کا بھر گیا دُرِّ یتیم سے

گلزار آرزو مین نسیم طرب چلی
ہر شاخ اہتزاز ہوا سے پہلی پہلی
سبزہ لہک رہا ہی شگفتہ کلی کلی
عطرِ جنان سے مہکی ہوئی ہی گلی گلی
شبنم کے قطرے سبزہ پہ ایسے پڑے ہوئے
مینا مین جسطرح سے ہون موتی جڑے ہوئے

آمد ہی بادشاہ ملائک سپاہ کی
نوبت فلک پہ اشہدان لا الہ کی
آنکھین زمین سے لڑ رہی ہین مہر و ماہ کی
ہاتون اوچھل رہی ہی زمین سجدہ گاہ کی
قربان شکوہ مقدمِ خیر الانام کے
چارون طرف نقیب درود و سلام کے

عرشِ برین پہ آج زمین کا مزاج ہے
ماہی سے تا بماہ پُرانوار آج ہے
رحمت کا ہی نزول سعادت کا راج ہی
جو ذرّہ ہے وہ مہرِ منور کا تاج ہے

وقت ولادت
شمس الضحےٰ و بدر دجا کا ظہور ہے
تعظیم کو اوٹھو کہ نزول حضور ہے
آنحضرت صلعم

ماہِ ربیع اولیٰ کی تاریخ بارہوین
بوسے زمین کو دیتے ہین افلاک کے مکین
برجِ شرف سے پیدا ہوا آفتاب دین
رکھتی نہین زمین پہ قدم فخر سے زمین
اُن کے ظہور نے جو کیا نیک پیر کو
کہتا ہے پیر اِس لئے ہر ایک پیر کو

پیدا ہوئے وہ عرش برین جنکی جلوہ گاہ
پیدا ہوئے وہ جنکی حدوث وقدم مین راہ

پیدا ہوئے وہ ارض وسما کی ہین جو پناہ
پیدا ہوئے وہ نور سے جنکے ہین مہر و ماہ

کوئی نہین خدائی مین ہمپایہ آپ کا
روشن دلیل ہے کہ نہ تھا سایہ آپ کا

پیدا ہوئے وہ شان مین جنکی درود ہی
پیدا ہوئے وہ جنسے ہراک کی نمود ہی

پیدا ہوئے وہ جنکے لئے ہست وبود ہے
پیدا ہوئے وہ جنسے ہراک کی کشود ہے

مختار ہین زمین کے گردون پناہ ہین
محبوب کبریا ہین دوعالم گواہ ہین

پیدا ہوا جو مالک کل کا وزیر ہے
پیدا ہوا جو نور خدائے قدیر ہے

پیدا ہوا جو رب علے کا سفیر ہے
پیدا ہوا جو شاہ بشیر و نذیر ہے

کیا ہیبتِ جناب رسالت پناہ ہے
لب پر بتون کے اشہدان لاالہ ہے

پیدا ہوا جو صبح ازل کا امام ہے
پیدا ہوا جو مالک دارالسلام ہے

پیدا ہوا جو شافعِ روزِ قیام ہے
پیدا ہوا جو خسروِ والامقام ہے

ہراک قدم پہ عصمت وعفت کا فرش ہے
آدم کو ناز ہے کہ زمین آج عرش ہے

پیدا ہوا وہ مرسلونکا جو امام ہے
پیدا ہوا وہ جس کا سلامی سلام ہے

پیدا ہوا وہ جسکی شفاعت سے کام ہے
پیدا ہوا وہ جس کا شہنشہ غلام ہے

عالم مین اُسکے جشن ولادت کی دھوم ہے
اوترے ہین آسمان سے فرشتے ہجوم ہے

تھے انتظار مین جو فرشتے اِدھر اُدھر
ہر ایک کی تھی حسن خدا داد پر نظر
شق القمر کا نقشہ تھا آنکھوں مین جلوہ گر
کہتے تھے جھوم جھوم کے یا سید البشر

جو کچھ کہ ہے سترگ تو ئی قصہ مختصر
بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر

اے آفتاب مطلع ایجاد السلام
اے عرش و خلد کرسی کی بنیاد السلام
اے مقطع قصیدہ ارشاد السلام
اے بازوئے نماز کی امداد السلام

مصروف سب ہین تیرے سلام و نیاز مین
آواز السلام ہے ہر اک نماز مین

ای تجھ سے علم ذات کی تمہید السلام
ای تجھ سے کفر و شرک کی تردید السلام
ای تجھ سے دین پاک کی تائید السلام
ای تجھ سے شہر شہر مین توحید السلام

ہل چل ترے ورود سے لات و منات مین
ناقوس کلمہ پڑھنے لگے سومنات مین

ای مصحف مجید کی تفسیر السلام
ای کعبہ جلال کی توقیر السلام
ای شوکت نماز کی تکبیر السلام
ای یاد حق کے ورد کی تاثیر السلام

قرآن مین وصف ہی ترے جاہ و جلال کا
صلوا علیہ سلمو شاہد کمال کا

اے راز دار احمد بے میم السلام
اے ختم تیری ذات پہ تکریم السلام
اے نقش لوح صنعت تقدیم السلام
اے فرض تیری خلق پہ تعظیم السلام

قرآن مین جا بجا ترا مذکور آیا ہے
مداح تیری شان کی ہر ایک آیا ہے

اے تاجدار کشور اسلام السلام
اے زیب طاق عرش ترا نام السلام

اے شان فخر و شوکت اکرام السلام
اے ختم تجھپہ حق کا ہی پیغام السلام

مرجع تو ہی جہان مین ہے حسن کلام کا
یٰسین مین بھی سین ہے تیرے سلام کا

اے کان حق کے گوہر نایاب السلام
اے صبح دین کے مہر جہان تاب السلام

اے بحر علم کے دُرِ شاداب السلام
اے زیب شان منبر و محراب السلام

کعبہ جو سُن کے تیری بشارت اوچھل پڑا
ہر ایک بُت یہ کانپا کہ باہر نکل پڑا

اُس پھول کے جو کھلنے کی عالم مین تھی خبر
جب دیکھا کچھ اثر نہین ہوتا ہے کارگر

اِظہر تھا بلبلان ارم کی زبان پر
بسم اللہ سے اِسے دیا پھر ربط سو چکر

کیا عشق تھا جناب کو پروردگار سے
بسم اللہ سن کے آئے نسیم بہار سے

ہونیکی اُنکے تھین جو نشانین بڑی بڑی
پھرتی تھین انتظار مین حورین کھڑی کھڑی

تکتی تھی آنکھ راہ گذر مین پڑی پڑی
ہر لحظہ لحظہ گن رہا تھا ہر گھڑی گھڑی

دن ڈھونڈتا تھا مہر کی مشعل لئے ہوئے
اور شب چراغ ماہ کا روشن کئے ہوئے

گرتے تھے ٹوٹ ٹوٹ کے اختر زمین پہ
گویا تھی موتیون کی نچھاور زمین پہ

ہر ایک ہو کے آتا تھا مضطر زمین پہ
کھاتی تھی خود زمین بھی چکر زمین پہ

بیتاب تھا ہر ایک زیارت کے شوق مین
صبر و قرار تھا نہ کہین تحت و فوق مین

وقت نزول خاص ہوا جب قریب تر
رشکِ بہشت خلد ہوا آمنہ کا گھر
کہتی تھی رات مجھ مین ہو یارب وہ جلوہ گر
دن کی تھی آرزو کہ بڑھے میرا کروفر

حق نے دعا ہر ایک کی باہم قبول کی
دونون کے درمیان ہوئی آمد رسول کی

ہوتے نہ آپ شبکو تو کرتی جگر کو چاک
دِن کو اگر نہ ہوتے تو دن بھر اُڑاتا خاک
اِسواسطے یہ ٹھیری صلاح خدائے پاک
دونون بہم ہون نور سے اُسکے فروغناک

جس وقت رات جانیکو اور دن تھا آنے کو
روشن کیا حبیب سے اپنے زمانے کو

پیدا تو آپ ہو چکے تھے سب سے پیشتر
تشریف لائے خلق مین تو لائی دیر کر
کیا پوچھتے ہو کیون ہوا عرصہ یہ اِسقدر
صلّے علےٰ پڑھے اِسے سُن سُن کے ہر بشر

فرقت گوارا تھی نہ خدائے جلیل کو
پہلو مین اپنے رکھتا تھا اپنے خلیل کو

جب دیکھا کفر و شرک ہی خلقت کی دلنشین
اپنا خیال اپنی طبیعت سے اپنا دین
توحید کو ہماری کوئی جانتا نہین
بُت ہی کہین خدا کہین آتش کہین زمین

بھیجا اُنھین زمانے کی تلقین کے لئے
اور سایا پاس رکھ لیا تسکین کے لئے

اِسکے سوا اک اور بھی ہے دیر کا سبب
بیعت ہر اک نبی نے کی حضرت سے باادب
آئے جو پہلے ہوتے معطل وہ سبکے سب
ہر ایک کرتا آپ ہی سے اقتدا طلب

آنکھون مین جو کمال مروّت کا نور تھا
آنے مین دیر کرنا بہت ہی ضرور تھا

اک نکتہ آئین اور بھی ہی قابل پسند
جاتا ہے بادشاہ کا جس ملک کو سمند
ہوتا ہے پہلے فوج کا نیزہ وہان بلند
حضرت تھے شاہ اور نبی فوج ارجمند
خود تو رہے حمایت پروردگار مین
لشکر کو پہلے بھیجدیا ہر دیار مین

تھے جد جو عبدمطلب اُس پاک ذات کے
جسوقت آپ پیدا ہوئے وہ حرم مین تھے
آئے نویدِ حسن کے زیارت کے واسطے
آواز دی کسی نے نہ آگے قدم بڑھے
جب تک نہ سیر دیکھنے سے عرش طیر ہون
سو سو قدم پرے رہین اپنے کہ غیر ہون

کیا وقت تھا وہ رحمت حق کے نزول کا
سر مین ہر ایک غنچہ کے دعوی تھا پھول کا
مطلب کو تھا خیال نہ اپنے حصول کا
چہرے پہ اُسکے غازہ تھا رنگ قبول کا
دِل سے ارادے آنے مین گرد یر کرتے تھے
اقبال پر فراق کے صدمے گذرتے تھے

کعبہ نے جھک کے سجدہ کیا پیش ذوالجلال
خم ہوگئے سلام کو افلاک اور جبال
کیا ہے زبان ناطقہ شاہون کی گر تھی لال
اعجاز یہ ہے جسکا تصور بھی ہے محال
جتنے تھے بُت زمین کے سب بولنے لگے
توحید مین خدا کی زبان کھولنے لگے

کسریٰ کا قصر کانپ گیا کنگرے گرے
اصنام سب نظر سے دھڑے ہی دھڑ گرے
کاہن رہے تھے جتنے زمین پر مرے گرے
باطل ہوا عمل تو پرے کے پرے گرے
مٹی خراب ہوگئی لا تون سے دیر کی
آواز لائے لات سے تھی نفی غیر کی

دریائے ساوا سوکھ گیا صورت سراب
بحر سماوا کی بڑھی پانی سے آب و تاب
شاداب یہ ہوا تو ہوئی خاک اسکی آب
اس کا تو یہ حساب ہوا اُسکا وہ حساب
زردشتیون کی آبرو سب گرد ہوگئی
پانی پڑا جو آگ پہ تو سرد ہوگئی

رُہبانیونکے چہرے تھے رنج و تعب سے فق
کھتے تھے ہم سمائین زمین ہو کہین سے شق
بیکار تھے زبور اور انجیل کے سبق
طاقونمین رکھے رہگئے توریت کے ورق
اسلام کی ہر ایک کو تائید ہوگئی
ہر ملت و طریق کی تردید ہوگئی

شیطان کے سر پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسمان
ہاتون مین ہتکڑی پڑی پاؤنمین بیڑیان
کعبہ پہ سبز سبز نظر آتے تھے نشان
ہر قصر کی بہار پہ جان دیتا تھا جنان
کچھ ایسی ہر طرف سے تھی کثرت صواب کی
پس پس کے خاک ہوگئی مٹی عذاب کی

کہتی ہین آمنہ کہ شکم مین تھے جب رسول
رحمت کا ہر طرف سے طبیعت پہ تھا نزول
ٹوٹا بدن کسل سے نہ خاطر ہوئی ملول
معلوم بھی نہ ہوتا تھا یہ حمل ہی کہ پھول
جون جون وہ روز عیش و خوشی کے گذرتے تھے
بگڑے ہوئے نصیب جہان کے سنورتے تھے

شش ماہ تک نہ مجھکو تھی اس راز کی خبر
خالی شکم ہے یا ہے کوئی نور جلوہ گر
شش ماہ ہوچکے تو کوئی شخص آن کر
کہنے لگا کہ مادر سلطان بحر و بر
واللہ دو جہانمین تو صاحب نصیب ہے
تیرے شکم مین وہ ہی جو حق کا حبیب ہے

اور طرہ اُسپہ ایک تعجب کی ہے یہ بات
دہشت سے دل اُوچھلنے لگا چار چار ہات
ہنگام وضع حمل جو دیکھے عجائبات
مرغ سفید رنگ ہمہ صورت نجات
سینہ پہ میرے آکے پرو بال مَل گیا
سارا وہ خوف عیش وخوشی سے بدل گیا

پھر آیا ایک شخص وجاہت مین انتخاب
ہاتون مین اُس کے کاسۂ بلور آفتاب
جلوہ فروز نور منور سے آب وتاب
جسمین زلال کوثر وتسنیم جائے آب
مُنہ سے وہ میرے جام بلورین لگا دیا
تشنہ تھی جوش شعلۂ آتش بجھا دیا

پیتے ہی اُس کے ہوگیا ایسا نظر مین نور
پردہ رہا نکوئی جہان مین مرے حضور
نظارے سے جھپکتی تھی چشم فروغ حور
یکسان نگہ کا طور تھا نزدیک اور دور
جلوے دکھائے اپنے مجھے روم شام نے
بصرے کے سب مکان تھے آنکھون کے سامنے

بعد اُسکے ایک ابر ہوا چرخ پر عیان
اسکو دکھاؤ عالم بالا کی خوبیان
پردے مین اُسکے تھا کوئی اسطرح دُرفشان
اِس سے رہے نہ بھید کسی راز کا نہان
ماہی سے تابماہ ہر اک فیضیاب ہو
ذرّے کے سر پہ تاج سر آفتاب ہو

وہ ابر نوبہار پھلا اُوترا زمین پر
گلزار دو جہان مین پھرایا اِدھر اُدھر
آغوش مین لیا اُسے پیشانی چوم کر
باقی رہا نہ پست وبلند ونہ بحر وبر
رازِ نہان کا سینہ مین گنجینہ ہوگیا
جو بھید تھا چھپا ہوا آئینہ ہوگیا

جب ابر اک طرف ہوا نکلا وہ ماہِ عید
رشتہ تھا اُسکا رگ سے ہر اک جان کی پدید
تن زیب تھا حریر منقش بہت سفید
جسپر درود پڑھتے تھے ہر سمت سے سعید
کیا قامت جناب پہ موزون وہ جامہ تھا
گویا کہ جزو کُل کی شفاعت کا نامہ تھا

پھر عورتین کہ شکل تھین عصمت کی وہ تمام
عزّ و وقار و فخر مین ہر ایک ذو الکرام
خوشرو و خوش سلیقہ و خوش خو و خوش کلام
حوا و سارا حاجرہ اور آسیا تھا نام
بیتاب تھین جو شوق مین خیر الانام کے
حورون کے ساتھ آئین بہانہ سے کام کے

طشتِ طلا تھا ہاتھ مین حوا کے نقش کار
تھا عطر دان حاجرہ کے پاس مشکبار
ابریق نقرہ تاب سے سارا تھی ہوشیار
مندیل سے تھے آسیا کو سیکڑون وقار
نہلا دُھلا کے عطر مین جامہ بسا دیا
مندیل سر پہ باندھ کے دولہا بنا دیا

عالم فروز جب ہوا وہ نور کبریا
پہلے جو کچھ کہا سو وہ اللہ ہی کہا
سر سوئے کعبہ سجدے کے خاطر جھکا دیا
آیا نہ حرف لب پہ کوئی اور ماسوا
قربان ہین فرشتے محمدؐ کی شان پر
تسبیح کردگار تھی اُس دم زبان پر

پھوپی کی آرزو تھی کہ اب قطعہ کیجے ناف
آئی صدای غیب کہ اس امر سے معاف
اس نیک کے صلے مین ملے خلد کی کفاف
یہ ہین حبیب خاص ہر اک شے سے پاک و صاف
مختون اور ناف بریدہ یہ آئے ہین
آرائش جہان سے کشیدہ یہ آئے ہین

یہ وہ ہے جس کا حُسن ہی آئینۂ جمال
یہ وہ ہی کُن کے نکتہ کی آغاز جسکا خال
یھ وہ ہے جسکی زیب ہے مشاطۂ کمال
یھ وہ ہی جسکا رہتا ہی ہر دم ہمین خیال

سراپا حضور پر نور

اِس کے بغیر کرتے نہ پیدا کسی کو ہم
پیش نگاہ رکھتے ہین سب مین اِسی کو ہم

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم

ساقی وہ مے پلا کہ کرے سرخرو مجھے
نعت حبیب پاک کی ہی جستجو مجھے
دیکھے جو پھول نذر مین دی رنگ و بو مجھے
اِس کے سوا نہین ہی کوئی آرزو مجھے

ہے فکر رات دن اِسی بحر خطیر کا
اک جُرعہ دے تو پار ہو بیڑا فقیر کا

کھتی ہے فکر لکھے سراپا حضور کا
کیا کیجے گم چراغ ہے عقل و شعور کا
جلوہ دکھایئے شجرِ کوہِ طور کا
نقشہ کہین بھی کھنچ سکتا ہی حق کے نور کا

اہل یقین سُن کے ہون داخل صواب مین
قرآن نقل کرتا ہون اُس کے جواب مین

وہ سر بزرگ اور وہ فرق اُسکے درمیان
روشن ہوا یہ کین جو بہت موشگافیان
والّیل کی سحر اُسے کہتے تھے سبح خوان
د ”لیلتہ البرات مین ہی ایک کہکشان

کیونکر چلا نہ اُس سے ہو چشمِ یقین کی
حقا کہ سیدھی راہ تھی دینِ مبین کی

روئے فروغناک تھا والشّمس کی مراد
آنکھون کو دیکھ دیکھ کے کرتا تھا صاد صاد
اور ریش مشکبار پہ والّیل دل نہاد
ابرو کی مد سے رکھتی تھی بسم اللہ اعتقاد

گم بینی اور زلف و دہن مین فہیم ہین
ایمان کی جو پوچھو الف لام میم ہین

تفسیر والضحیٰ کی جبین سے تھی نور بار
لب وہ کہ جنکے خندہ سے والفجر آشکار
رُخسار دونون سورۂ یوسف کے یادگار
یٰسین کے تھے سین کے دندان رازدار

قرآن تمام ختم تھا اُس پاک ذات پر
سو آیتین گواہ ہین اِس بینات پر

دندان تھے آب و تاب مین رشکِ دُرِ عدن
دریائے وصف مین جو ہوئی فکر غوطہ زن
گویا بھرا تھا موتیون سے آپکا دہن
مشکل سے ہاتھ آیا یہ اک گوہر سخن

صورت مین تھے نقاط سے باہم لڑے ہوئے
قرآن کی سطر مین تھے وہ موتی جڑے ہوئے

تارِ نگاہ زہد تھے مژگان پہ جان نثار
اور پتلی اُن مین آیۂ والشمس والنہار
آنکھونکے ڈورے سبح امامت کے رشتہ دار
جس طرح سے شعاعون مین خورشید نور بار

ہے عقل پیش زیر و زبر اُن کے باب مین
اعراب تھے وہ دین مبین کی کتاب مین

صدق و صفا کے باغ کے دو پھول دونون گوش
حق سے تھے لو لگائے ہوئے اور حق نیوش
غنچہ کی طرح اُنکی صفت مین ہین لب خموش
ہر روز اُن سے کرتے تھے سرگوشیان سروش

پردون مین اُنکے روشنی ہر ایک نور کی
اور لو سے لو لگائے ہوئے شمع طور کی

چاہ ذقن کے وصف کے مت پوچھیے مزے
جنت کے چشمے دور مین تھے اُسکے کرکلے
گویائی جسکے شوق مین لب چاٹتی رہے
یوسف سے اُسکی چاہ مین پانی بھرا کیے

برسون کنوئین جھکائے ہین وہم و خیال نے
جب مُنہ دکھایا اس گُہر لایزال نے

گردن صراحی نور کی آئینۂ صفا
آغوش عین مطلع والشمس والضحٰے
شانونکی شان کیا تھی کہ اک قدرت خدا
قد قامت الصلوٰۃ کے سانچے مین تھا ڈہلا
مابین کتف مُہر نبوت لگی ہوئی
پھرتی تھی ساتھ ساتھ شفاعت لگی ہوئی

بازو ہر ایک دست خدا کا ارادہ تھا
داد و دہش کے واسطے ہر دم کشادہ تھا
قدرت کے زر مین لپٹا ہوا سیم سادہ تھا
یہ اِس سے کم نہ اور وہ اُس سے زیادہ تھا
میزان عدل مین تھے برابر تُلے ہوئے
دونون نشان فتح وظفر کے کُھلے ہوئے

مین کیا کہون کلائیان کیا تھین حضور کی
فانوس آستین مین دو شمع نور کی
سرو بہار حُسن مین شاخین بلور کی
مشعل فروز راہ مین نزدیک و دور کی
تھا دستگیری مین ید طولےٰ ہر ایک کو
گرداب چاہ جہل سے کھینچا ہر ایک کو

پہونچے وہ جنکے ہاتھ مین اُمّت کی تھی عنان
کف وہ کہ جسمین تھے ید بیضا کے سب نشان
شہ زور و دستگیر ضعیفان ناتوان
جسپر یقین کلید جنان کا وہ اُنگلیان
پنجہ تھا بدر اور وہ ناخن ہلال تھے
شق القمر سے چٹکی مین جنکی کمال تھے

وہ ہاتھ جنکی ضرب سے کفار کو شکست
دونون جہان کی قبضہ مین اُنکے کشاد و بست
یکدست پیش اُنکے زبردست زیر دست
تعریف اُنکی دست تصوّر سے دور دست
کچھ ایسی دست یاب تھی قدرت ہر ایک کو
بیواسطے خدا سے تھی بیعت ہر ایک کو

ہر عضو سے تھی ضیا عیان نور کی جھلک
آئینۂ شکم کی صفائی پہ غش چمک
اک خط مشکبار تھا سینہ سے ناف تک
نافون مین بوئی ناف کی ہے آجتک مہک
سینہ کی جو کشادگی صورت دکھا گئی
بھولے ہوئے کو یاد الم نشرح آگئی

صلے علےٰ کمر تھی کہ اک راز تھا نہان
باطن مین تو نہان تھی وہ ظاہر مین تھی عیان
پڑکا نہ ٹھہرا حسن لطافت سے درمیان
کہتے تھے اُسکو گاہ نہین اور گاہ ہان
مثل نگاہ آنکھون مین سب کے بسی ہوئی
کفار کے تھی قتل پہ ہر دم کسی ہوئی

ساقین وہ دونون کعبۂ اسلام کی ستون
تھی ساق عرش سامنے دونون کے سرنگون
اللہ اکبر ایسی بزرگی مین تھین فزون
اندیشہ کو یہ فکر کہ تشبیہ کس سے دون
دو شمع رہنمائی کی مشعل لئے ہوئے
سر پر چراغ طور کا روشن کئے ہوئے

کیا پاؤن تھے کہ ہر جگہ ثابت قدم رہے
پامردیون سے اُنکی عرب اور عجم رہے
پتھر پہ گر پڑے تو وہین نقش جم رہے
دونون زمین اور زمان اُن سے تھم رہے
موسیٰ کے پاس طور پہ نعلین اوتر گئین
اور اُنکی عرش اعلےٰ سے آگے گذر گئین

تلوا زمین پر نہ کبھی پاؤن کا لگا
ایڑی پہ اُنکی سب کو یقین گوئی ماہ کا
اوبھرا ہوا ہمیشہ علو پائی سے رہا
پنجے سے آفتاب کا پنجہ پھرا ہوا
جس نے قدم لئے وہی پرنور ہوگیا
ظلمت کا زنگ سینہ سے کافور ہوگیا

مُو تھا نہ دیکھنے کو بھی جسم لطیف پر
جلوہ فروز ہوتا تھا مجلس مین وہ اگر
آنکھون مین اعتدال کی تھا صورت نظر
یکسان تھا مثل شمع ہر اک سمت جلوہ گر

صانع کی صنعتون کا سراپا کمال تھا
روشن اِس آئینہ سے رُخ لایزال تھا

بیٹھی مگس نہ جسم مبارک پہ بھُولکر
فیضِ قدم سے ہوتے تھے پتّھر بھی نرم تر
کرتا تھا ابر راہ مین سایا جناب پر
انگشت کے اشارے سے ٹکڑے ہوا قمر

اُنکے کمال کے ہوا گر رنگ سے شجر
پیدا شجر سے سنگ ہوا اور سنگ سے شجر

جاتے تھے جسطرف کو شہنشاہ نیک خُو
ہوتی تھی جب کسی کو شہ دین کی جستجُو
آتی تھی تین روز وہان مشک کی ہی بُو
کہدیتی تھی بہار چمن بیز عطر کو

آنکھین بچھائے عنبر سارا تھا راہ مین
ذرّہ نکوئی نافہ سے کم تھا نگاہ مین

اُس بحر فیض کے تھا پسینہ مین یہ اثر
بیمار ہو گیا جو کوئی اُس سے بہرہ ور
ہوتا تھا عطر سونگھ کے خوشبو عرق مین تر
بہر سلام آئی شفا ہاتھ باندھ کر

اچھے کئے مریض جو اُس کی شمیم نے
نرگس کو دی نوید بہارِ نسیم نے

قدسی اُنھین جھُلاتے تھے جھولے مین آنکر
ہوتا تھا آپ کا جو کسی راہ مین گذر
لڑکونکی طرح کھیل کی جانب نہ تھی نظر
بہر سلام جھکتے تھے اشجار سر بسر

شق ہونے سے جو جان چڑہا تھا ماہتاب
باتون مین آنکو آکے لگاتا تھا ماہتاب

عریان ہوا نہ جسم مقدس حضور کا
پردہ مین جلوہ رہتا تھا اُسکے ظہور کا
آتا تھا وقت جس گھڑی رفع ضرور کا
واقف نہ اُس سے تھا کوئی نزدیک و دور کا

ہوجاتی تھی صفائی خود امداد غیب سے
واللہ پاک ذات تھی ہر ایک عیب سے

وہ اُنگلیون سے دودھ کی نہرین ہوئین روان
آب حیات کاٹتا تھا جنپہ اُنگلیان
اعجاز عیسوی تھے لب لعل سے عیان
آتی تھی بات بات مین موسیٰ کی جان مین جان

تفسیر محمد الرسول اللہ

اُن کا کلام عین خدا کا کلام ہے
شاہد مرے کلام کا مصحف تمام ہے

والذین معہ اشداء

تعریف اُنکی کوئی لکھے کیا مجال ہے
شرمندہ نارسائی سے وہم و خیال ہے
اِس گفتگو سے پنبہ دہن قیل و قال ہے
ایسی محال ہے کہ زبان گویا لال ہے

کرتے ہین قصد جسگھڑی اُسکی رقم کا ہم
مُنہ اپنا دیکھتا ہے قلم اور قلم کا ہم

فرمان روائے ملک ازل نائب خدا
شیرازہ بند دفتر اوراق دوسرا
شمس الضحیٰ و بدر دجا تاج انبیا
ایمان کی جان دیدۂ اسلام کی جلا

قرآن نہال دین کا ثمر اور وہ پھول ہے
قرآن سے پہلے خلق مین اُسکا نزول ہے

ملک و ملک مین اُس کا روان سکہ مبین
روشن ہے اُسکے نام سے مُہر نگین دین
وہ نقش اوّلین ہے وہ سرتاج آخرین
آدم سے تا بہ عیسیٰ رہے اُسکے جانشین

دنیا مین جسکو صدر رسالت عطا ہوئی
اُس فخر انبیا کی اطاعت عطا ہوئی

اُن پر کیا خدا نے رسالت کا خاتمہ
زہد و ریاض و صبر و قناعت کا خاتمہ
علم و کمال و فضل و بلاغت کا خاتمہ
سب خاتمون سے بڑھ کے شفاعت کا خاتمہ
ایسے نہ کائنات مین عالی گُہر ہوئے
خود ہی تو مبتدا ہوئے خود ہی خبر ہوئے

دیتا تھا پہلے جسکو نبوّت جناب رب
اعجاز اُس سے کرتے تھے اعدای دین طلب
ایمان اُسپہ لائے تو تھا خیر کا سبب
ورنہ بلا مین ہوتے تھے ماخوذ سب کے سب
چاہا خدا نے دور کرے اِس عذاب کو
بھیجا برائے رحمت عالم جناب کو

رتبے مین ہین وزیر بھی اُسکے بزرگ تر
صدیقؓ اوّل اور دوم حضرت عمرؓ
عثمانؓ سوم ہین چوتھے علیؓ صاحب الظفر
ہر ایک تاج کشورِ اسلام کا گُہر
چارون نے دین حق کے مدارج بڑھا دئے
لاکھون بتون کو کلمۂ طیّب پڑھا دئے

صدیقؓ وہ کہ بعد نبیؐ صاحب وقار
تاجِ سرِ خلافت و جان باز و یار غار
اور وہ عمرؓ کہ کافرون مین جس کا اضطرار
بانگِ صلوۃ سے کیا سوتون کو ہوشیار
لرزان ہین اُسکی تیغ سے کفّار آج تک
کانون مین بس رہی ہے وہ جھنکار آج تک

عثمانؓ وہ کہ جامع قرآن لایزال
دو نور کے فروغ سے اک شان ذوالجلال
شرم و حیا و مہر و مروت مین بے مثال
اُسکے قدم سے پایا خلافت نے جو کمال
اسلام کی ترقی کا نقارہ ہوگیا
قرآن فرط شوق سے سی پارہ ہوگیا

اور وہ علیؑ کہ کشور علم و ہنر کا باب
کہتے تھے اسکو لحمک لحمی فلک جناب
دو بار جسکے رعب سے پھر آیا آفتاب
جرأت مین انتخاب شجاعت مین لاجواب
خیبر کی فتح اسکے لئے ایک بات تھی
دستِ خدا تھا کون بڑی کائنات تھی

دین کے چراغ دونون نواسے حسنؑ حسینؑ
خورشید مشرقین امامت کے نیرین
اسلام کا فروغ شہادت کے زیب و زین
زہرا کے جی کے چین تھے حیدر کے نور عین
آیا براق برق قدم جن کے واسطے
ناقہ بنے وہ فخر رسل ان کے واسطے

ان کی حضور کو تھی شکر رنجی ناگوار
سجدے مین دیر تک وہ رہی پیش کردگار
آکر نماز مین جو ہوئے پشت پر سوار
اب اسکو غور کیجیے جگر کیون نہ ہو فگار
چڑھتا تھا شمر سینہ پہ جسدم حسین کے
کیا جی پہ گذرا ہوگا شہ مشرقین کے

اللہ رے انکی والدۂ عرش احتشام
حورین نہ بے وضو کبھی لیتی تھین انکا نام
مسند نشین جنت و زہرائے ذوالکرام
مجرے کو انکے جھکتے تھے افلاک صبح و شام
تشریف لاتی تھین جو وہ تسلیم کے لئے
اٹھتے تھے فخر انبیاؐ تعظیم کے لئے

یہ سنت جلیل کی امت نے کیا ادا
اولاد اسکی قتل کی خیمہ جلا دیا
تعظیم جس کی دیتے تھے سلطان دوسرا
ششماہ پر بھی رحم نہ آیا انہین ذرا
سونے دیا نہ قبر مین بھی اسکو چین سے
دل کو پکڑ کے رہ گئی قتلِ حسین سے

کس سے ہون وصف حمزہ و عباس کے رقم — غازی و دین دار و سرافراز و محترم
جرأت پناہ و صفدر و ذی شان و ذی حشم — اور یہ وقار اور کہ حضرت کے دونون عم
کفار اُن کی تیغ شجاعت سے خون تھے
دونون حصار دین نبیؐ کے ستون تھے

ازواج سے جناب کے تھی زینتِ سجود — اُٹھنا تو اک قیام تھا اور بیٹھنا قعود
تعریف اُنکی کرتا ہے خود خالق ودود — اور عائشہ تو وہ کہ پڑھو جسپہ سو درود
ابتک نبیؐ کو آپ سے ویسا ہی پیار ہے
لو دیکھ لو کہ حجرے مین اُن کے مزار ہے

جنکے مصاحبون کے یہ رتبے یہ افتخار — اُن کے فروغ پر ہون نکیون مہر و مہ نثار
اللہ نے دیا نہ کسی کو یہ اقتدار — پابوس سے وقار کو تھے سیکڑون وقار
جو اور انبیا کا جہان مین کمال ہے
وہ عالمون کا آپ کی اُمت کی حال ہے

دیکھو کمال حضرت غوث جہاں پناہ — جنکی کرامتونکی کرامت ہے خود گواہ
حجت کو اسمین دخل نہ برہان کو ہی راہ — روشن ہی مثل آئینہ ماہی سے تا بماہ
بارہ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی آب کی
باہر نکالی جیسی وہ تھی آب و تاب کی

ولیون مین اُنکی ذات مقدس ہی انتخاب — ادنی سی اک توجہ مین لاکھون ہین بہرہ یاب
دین نبی کی ایسی بڑھی اُن سے آب و تاب — شماسیون کی شکل سے جلتا تھا آفتاب
عالم کا دستگیر نہ ایسا کہین ہوا
عیسیٰ سے مر کے زندہ ہوئے اُن سے دین ہوا

عرفان کا آب و رنگ حسین و حسن کا پھول
تازہ بہار خرمن سادات کا حصول
شاداب اُس سے ایسے ہوئے فرع اور اصول
اسلام پیرہن مین سمایا نہ پھول پھول

رکھا رسول پاک نے جب دوش پر قدم
ولیون نے گردنون پہ لیا اُس کا ہر قدم

اُمت مین جسکو دیکھئے وہ انتخاب ہے
اسکے لئے کھلا ہوا رحمت کا باب ہے
اسکا ہر ایک کام سراسر صواب ہے
سایہ سے اسکے سیکڑون منزل عذاب ہے

صدقہ یہ سب ہے شاہ رسالت پناہ کا
اُمت پہ حرف آنے نہ پایا گناہ کا

اُمت سے اورون کی جو کبھی ہو گیا گناہ
ہوتا تھا اُسکا سارے زمانہ مین روسیاہ
اُمت پہ آپکی ہے عجب لطف کی پناہ
ہوتی نہین ہے اسپہ کسی کی کبھی نگاہ

اس کا اگر گناہ کبھی دیکھ پاتے ہین
لکھتے ہوئے فرشتے اُسے خوف کھاتے ہین

اُمت یہ وہ ہے جسکی نبیون کو آرزو
پیش نظر ہمیشہ اسی کی تھی جستجو
جسکے بسی دماغ مین اس بوستاں کی بو
ٹوٹا کبھی نہ اُس کا کسی پھول پر وضو

عیسےٰ کو آسمان پہ یہی انتظار ہے
کب ہون شمول اُسکے کہ دل بیقرار ہے

ایصدق مین جو لکھ چکا میلاد کا بیان
کہنے لگے یہ سُنکے فصیح شکر زبان
ہو چشمۂ رضاعت شیرین بھی اب رواں
آجائے جسکے نام سے پھر کوہ کن مین جان

واقف مزہ سے جسکے نہ ہون گوش ہوش کے
شیر و شکر سے جام بھرین گوش ہوش کے

ساقی نہ دور شیر و شکر کا تمام ہو
ایسا دے کوئی جرعہ کہ شیرین کلام ہو
نہر لبن کے جام لنڈھین فیض عام ہو
تیرا جہان مین نام ہو اور میرا کام ہو
مضمون لکھون وہ آج نشاط و سرور مین
نہرین روان ہون دودھ کی بین السطور مین

حضرت نے دودھ والدہ کا سات دن پیا
آخر حلیمہ دائی پہ یہ خاتمہ ہوا
بعد اسکے پھر ثوئیبہ کو اس سے شرف ملا
اللہ رے حلیمہ کا بخت فلک رسا
بیٹھے بٹھائے دولت بیدار مل گئی
دونون جہان کے شاہ کی سرکار مل گئی

تفصیل اسکی کرتے ہین اسطرح آشکار
پاتے تھے پرورش وہین سب اسکے شیرخوار
مکّے کے تھے نواح مین جو نخل میوہ دار
نشو و نما مین تاکہ ترقی کی ہو بہار
آب و ہوا کا سارا یہ شور و فساد تھا
ورنہ چمن مین پھول یہ رنگ مراد تھا

آفت سے قحط سالی کی سب ہو رہے تھے تنگ
ناطاقتی سے چہرونکا اوڑ سکتا تھا نہ رنگ
باندھے ہوئے تھا فاقہ کا ہر اک شکم پہ سنگ
آئینۂ مراد پہ چھایا ہوا تھا زنگ
صورت نہ آب کی نظر آتی تھی خواب مین
روئیدگی چھپی ہوئی تھی سو حجاب مین

ناگاہ درد زہ نے حلیمہ پہ کی نظر
بیتابی سے جو اسکو نہ اپنی رہی خبر
اور اسپہ تشنگی کی یہ شدّت کہ الحذر
کیا دیکھتی ہے دودھ کا دریا ہے جوش پر
کہتا ہے کوئی پی کہ یہ تیرا نصیب ہے
دونون جہانکی اس سے سعادت قریب ہے

بھر بھر کے اُس نے جام کئی شیر کے پیئے
آبِ حیات سے بھی زیادہ مزے کے تھے
نہرِ لبن سے رحمتِ باری نے تھے بھرے
پھیکے تھے اُس سے ذائقے قند و نبات کے

وہ سختیون کے وقت جو دِن کاٹتی رہی
چونکی جو خواب سے تو زبان چاٹتی رہی

کیا دیکھتی ہے ہوش جو پھر آ گئے بجا
وہ تشنگی ہے اور نہ وہ درد جان گزا
دامن مین آرزو کے ہے اک لعل بے بہا
بیعانہ رونمائی کا جسکی مہ و سہا

کہتی تھی جی مین خواب کا کیا مدعا ملا
اقبال نے صدا دی کہ یہ کیا خدا ملا

پیدا ہوئے جو حضرت سلطان خاص و عام
ہر اک طرف تھا خیر و سعادت کا اِنتظام
پیدایش اُناث کا اُس سال تھا نہ نام
کہتے تھے بار بار یہ قدسئ ذوالکرام

اِس کو جو کوئی دودھ پلائے جلیل ہے
نہر لبن کی راہ مین اُسکے سبیل ہے

چارون طرف سے دوڑین یہ سُن سُن کے دائیان
بجلی کی طرح شوق مین اُس لعل کے تپان
قسمت جو تھا حلیمہ کے وہ گنج شائیگان
مثل نظر ہر اک کی نظر سے رہا نہان

بچے سبھون نے لے لئے اہلِ نعیم کے
رکھا کسی نے ہاتھ نہ سر پر یتیم کے

چلنے مین جو حلیمہ کا مرکب تھا سست تر
سب کے چلی تھی ساتھ مگر پہونچی دیر کر
لڑکون کو پہلے لے چکین تھین اُسکی ہمسفر
آغوش کھولے پھرتی رہی یہ اِدھر اُدھر

سامان بہتری کا نہ آیا نگاہ مین
کہتی تھی آہ کیسی لُٹی آکے راہ مین

ناگاہ ایک شخص ہمہ قدر و احتشام
مشہور عبد مطلب اُسکا سبھون مین نام
فخرِ نسب شکوہ حسب آسمان مقام
کہنے لگا حلیمہ سے آکر وہ ذو الکرام
اک لڑکا میرے گھر گلِ باغِ مراد ہے
لیکن جو بے پدر ہے کسی کو نہ یاد ہے

ہر چند ان زنانِ بنی سعد سے کہا
کہہ صاف صاف تیرا ہی اب ہمین عزم کیا
اُسکی طرف کسی نے نہ بھولے سے منہ کیا
اُسکے زہے نصیب وہ ہو جس کا مدعا
کیا جانیے کیا صلا اُسے ربِّ غفور دے
کوثر دے سلسبیل دے حور و قصور دے

احوال پر جو اپنے حلیمہ نے کی نظر
کچھ گانٹھ مٹھی مین نہین ہے کہتی ہون مال و زر
کہتی تھی آہ کیا کرون لڑکا ہے بے پدر
اس مفلسی مین اسکی کفالت ہے سخت تر
القا ہوا کہ کس لیے امید و بیم ہے
ہان اے حلیمہ لے کہ یہ دُرِّ یتیم ہے

ہمراہ اُسکے لینے کو وہ پارسا چلی
اوڑتی ہوئی چمن کی ہوا مین ہوا چلی
سر کو قدم کیے ہوئے آغوش وا چلی
مقصود کے قبول کی جانب دُعا چلی
پہونچی جو بارگاہ ثریا جناب مین
اُسوقت تھا نصیب دو عالم کا خواب مین

شانہ ہلا کے اُس نے جگایا جناب کو
آغوش آرزو مین اُٹھایا جناب کو
کچھ گدگدی سی کر کے ہنسایا جناب کو
بہتر ہر اک سے خوبی مین پایا جناب کو
چہرے سے حسن کی جو عیان شان ہو گئی
سو جان و دل سے آپ پہ قربان ہو گئی

لیکر جو اپنے گھر چلی اُنکو وہ خوش سیر
آئے عجائبات بہت راہ مین نظر
پاؤن دراز گوش تھا چلنے مین سست تر
یا ایسا تیز ہوگیا کترے ہوا کے پر
دیکھے ہوئے تھا راستون کے گرم و سرد کو
برق و ہوا نہ پہنچ سکے اُس کی گرد کو

کہتا تھا ہی براق سے نسبت مری درست
میرا سوار وہ ہی کہ جو سب کا ہے نخست
کسکا ہی ڈر مجھے جو کرون باتین سست
بجلی سے جست مین ہون بہت چاق اور چست
جاتا ہون آسمان پہ پہلے نگاہ سے
صرصر کو ہین ہزار خطر میری راہ سے

اُڑتا تھا سُم جہان کہین اُس رہوار کا
کرتے تھے سرمہ آنکھون مین گرد غبار کا
دکھاتا تھا اُس زمین پہ تختہ بہار کا
پستا تھا پتے پتے پہ دل لالہ زار کا
ہر ایک شاخ جھکتی تھی تسلیم کے لئے
اوٹھتا تھا سبزہ دور سے تعظیم کے لئے

کہتی تھین دیکھ دیکھ کے یہ اُسکی ہمسفر
بجلی ہے یا چھلاوا ہی یا سرعت نظر
یا کھینچا ہے ہوا پہ حلیمہ نے زین زر
یکسان ہے قطع کرنے مین کہسار و بحر و بر
وہ کہتا تھا کہ اسپ رسالت مآب ہون
شیطان خصال کے لئے تیر شہاب ہون

جلوہ فروز بیت ہوئی جب وہ ذی وقار
اُسکی بدولت ہوگئی کچھ ایسی مالدار
گنتی نہ اُسکے مال کی کرسکتی تھی شمار
سو ہین ابھی نظر مین ابھی ہوگئے ہزار
اقبال روز بہ تھا نصیبہ سعید تھا
ہر رات شب برات تھی ہر روز عید تھا

آتا تھا چشم مہر مین جب نیند کا خمار — اور رات طفل روز سے ہوتی تھی ہمکنار
یہ جان فروش خاص کہ تھی آپ پر نثار — کیسا تھپک تھپک کے یہ کہتی تھی باربار

لے نیند کر اے ماہ جگر پیارے نیند کر
مین اللہ اللہ کرتی ہون ہان پیارے نیند کر

جسوقت صبح کرتے تھے افلاک پر ظہور — اور شاخ مینا کار پہ وہ نغمہ خوان طیور
شانہ ہلا کے کہتی تھی ای رشک شمع طور — اوٹھ خواب سے کہ نور پہ طرّہ ہو اور نور

تو رحمت جہان ہی جہان کی پناہ ہے
مشتاق تیرے دید کی یہ صبح گاہ ہے

جسوقت خواب ناز سے اونکو جگاتی تھی — منہ دھو کے چشم ناز مین سرمہ لگاتی تھی
دے دے کے شانہ زلفونکی خوشبو اوڑاتی تھی — مین کیا کہون کہ روز ہی دولہا بناتی تھی

رکھتی تھی گل کی طرح ہمیشہ بہار مین
رہتی تھی رات دن وہ اسی افتخار مین

اوسکا ہی تھا نہ عطر تمنا سے تر دماغ — قریہ کا قریہ تھا گل عشرت سے باغ باغ
روشن مراد کے تھے در و بام پر چراغ — ملتے تھے بے تلاش کے مقصود کے سراغ

اوڑتے تھے آسمان پہ ہوائے نشاط مین
گویا تھا نقش مہر سلیمان بساط مین

فرماتی ہین حلیمۂ ذی قدر و محترم — رکھا رسول پاک نے جب گھر سے قدم
دیکھا جدھر کو مین نے اودھر نعمتین بہم — دینار اور درم بھی لگا ہونین کم سے کم

کیا کیا بیان ہو وصف شہ بے مثال کا
اک ادنے سا یہ شعبہ ہے اونکے کمال کا

طفلی مین بھی جناب کو تھا عدل کا مزا
پستان چپ امّی رضاعی کو کی عطا
پستان راست سے ہی پیا دودھ جب پیا
اُس نے بھی مُنہ نہ پاس ادب سے اُدھر کیا
ہر اک کے سر پہ حُسن سعادت کا تاج تھا
دونون کا شیر خواری مین منصف مزاج تھا

بالیدگی کی آپ پہ ہر روز تھی نگاہ
رفعت تھی پاے بوس بزرگی تھی خاک راہ
اک ہفتہ ایک روز تھا اک سال ایکماہ
ہر ایک جان نثار و سرافشان وخیر خواہ
اورون کو ہوتی ہے جو ترقی شباب مین
وہ کم سنی مین تھی شہ دین کی رکاب مین

مشکل بہت ہی گم شدون کا لانا راہ پر
جس سے مطیع امر ہو ہر ایک خیرہ سر
اِسکے لئے ضرور ہے سو طرح کا ہنر
حضرت کو تھا خیال جو اُمّت کا بیشتر
اور انبیا کی طرح شبانی کا دھیان تھا
مین کیا کہون کہ فیض رسانی کا دھیان تھا

چوتھے برس مین جب ہوے سلطان دوجہان
رہتے ہین دنکو جا کے یہ بھائی مرے کہان
کہنے لگے حلیمہ سے اے اُمّ مہربان
اُس نے کہا کہ واری چراتے ہین بکریان
فرمایا کیا جہان مین یہ دُشوار کام ہے
جو اُسکی حق گزاری سے مجھکو سلام ہے

اُس نے کہا کہ واری بیابانین ہے گزند
اکثر بلا کے پنجہ مین ہوتے ہین گرگ بند
کرتے نہین ہین لڑکونکا جانا وہان پسند
ایسا نہ ہو کہ دائی کے دشمن ہون دردمند
ہنس کر کہا کہ ہمپہ خدا کی نگاہ ہے
ہم پاؤن رکھین جس جگہ وہ سجدہ گاہ ہے

گلہ چلے جو لیکے حلیمہ کے پھر خلف
خوشبوؤن سے مہک گئی ہر راہ و ہر طرف
ہمراہ اُنکے ہو لئے سلطان ماسلف
ذرّون کو ہی تتار کے نافونپہ سو شرف
ہر ایک بکری آہوے دشت ختن ہوئی
یہہ چوکڑی بھری کہ طبیعت ہرن ہوئی

جس مرغزار مین ہوا اُس گلہ کا گذر
طرفہ تماشا چال سے تھا اُسکی جلوہ گر
گھر پڑتے تھے کہرونپہ جو آکر اِدھر اُدھر
بن جاتے تھے ہلال قمر ٹوٹ ٹوٹ کر
کہتا تھا برہ چرخ پہ آہو تتار مین
چرنے کو جائے ملتی اِسی مرغزار مین

پھولا نہین سماتا تھا جامہ مین سبزہ زار
آئی بہار دیکھنے کو دشت کی بہار
شبنم نے برگ برگ پہ موتی کئے نثار
شاخونمین غنچے غنچونمین گُل گُل ہین نقش کار
چھائے ہوئے تھے چرخ پہ بادل شمیم کے
اترا رہے تھے عطر مین جھونکے نسیم کے

دو شخص وان نمود ہوئے آب و گل سے پاک
چہرے تھے اُن کے نور الٰہی سے تابناک
وہ ذات پاک جسکی جلالت کی سب ہین خاک
سینہ کو اُسکے کزلک قدرت سے کرکے چاک
عرفان کے نور پاک سے معمور کر دیا
جو وسوسہ اِدھر کا تھا وہ دور کر دیا

بیٹے نے جو حلیمہ کے دیکھا یہ حال زار
دوڑا وہ اپنے گھر کی طرف کو جگر فگار
مان نے کہا کہ خیر ہے کیون اتنا اضطرار
کی عرض کچھ نہ پوچھئے ای آسمان وقار
قبضہ مین دو مہیب کے دُرِّ یتیم ہے
اِتنی خبر ہے مجھکو کہ سینہ دو نیم ہے

یہ سُنکے سر کو پیٹتی دوڑی جگر کباب
آنکھونمین اشک لب پہ فغان شکل اضطراب
کہتی تھی آہ کیا کرون دلکو نہین ہی تاب
ملّے مین جاکے آمنہ کو دون کی کیا جواب
یارب بخیر سرور عالی جناب ہو
دُنیا ہو اور آمنہ کا آفتاب ہو

دیکھا تو اک بلندی پہ بیٹھا ہی عرش طیر
گویا کہ بام طور پہ موسیٰ برائے سیر
جز نور کردگار نہ اپنا ہے اور نہ غیر
پوچھا جو اُس نے حال تو ہنسکر کہا بخیر
دو شخص دل کو نور سے معمور کر گئے
سینہ شگاف کرکے بدستور کر گئے

لیکر وہان سے آئی پھر اُنکو وہ اپنے گھر — پُتلی کی طرح رکھتی تھی آنکھون مین جلوہ گر
لیکن عجائبات جو روز آتے تھے نظر — اُن سے ہزار طرح کا تھا خوف اور خطر

چاہا کہ آمنہ کا یہ چشم و چراغ ہو
بہتر ہے دل جو غم سے مرا داغ داغ ہو

مکے کی سمت لے چلی اُنکو وہ جان نثار — حسرت سے دیکھ دیکھ کے کہتی تھی بار بار
افسوس تجھکو مجھسے چھوڑاتا ہے روزگار — اے کاش ہوتی آج کے دن مین نہ زینہار

یکبار گی جو عیش و خوشی مین خلل پڑا
جی ایسا کچھ بھر آیا کلیجا نکل پڑا

ٹھیری حرم کے پاس جو جا کر وہ حق گزین — تنہا گئی وہان سے کسی کام کو کہین
واپس جو آکے دیکھا تو وہ مہ جبین نہین — شور و فغان سے سر پہ اُٹھائی وہ سرزمین

کہتی تھی آہ آن کے منزل پہ لُٹ گئی
پہونچی قریب مصر تو یوسف سے چھُٹ گئی

حضرت کی والدہ کو کسی نے یہ دی خبر — پھرتی ہے بیقرار حلیمہ اِدھر اُدھر
کھویا گیا ہی اُسکا حرم مین کوئی پسر — گھبرا کے بولین میرا نہو وہ کہین جگر

دادا کو اُسکے جلد کوئی یہ خبر کرے
جا کر کہین تلاش مرا سیمبر کرے

یہ سُنکے عبدِ مطلب آسمان وقار — دوڑے پئے تلاش سوئے دشت و کوہسار
دیکھا تو ہے درختون کے سایہ مین گلعذار — پوچھا نسب تو بولے قریشی نامدار

لیکر بغل مین اُنکو وہان سے روان ہوئے
روشن ہر اک کی آنکھ مین کون و مکان ہوئے

جتنی کہ عورتین تھین قریب اور دور تر
ہر اک نے آمنہ کو بشارت دی آن کر
بی بی کی کوکھ ٹھنڈی رہے ملگیا پسر
روشن کیا خدا نے دوبارہ یہ آج گھر
جب تک چمن کا پھول سے خوشبو دماغ ہو
بی بی کا اِس نہال سے گھر باغ باغ ہو

جب عبدمطلب کی رہی عمر کم سے کم
فرمایا جان جان تری تنہائی کی قسم
نشتر تری یتیمی کا چبھتا ہے دم بدم
دنیا سے تازہ داغ یہ لیکر چلے ہین ہم
کیا کیا نہ حسرتین یہان دل مین بھری رہین
سینہ مین آرزوئین مری کی مری رہین

بوطالب اور حمزہ و عباس و بولہب
حاضر ہین تیری خدمت عالی کو سب کے سب
ہر ایک ذمّہ دار ہے ہر ایک کو طلب
کس کی طرف ہے رائے تری ای مہ عرب
جسپر کرے نگاہ وہی جان نثار رہے
اِس کا تری پسند پہ دار و مدار رہے

بوطالب جلیل پہ کی آپ نے نظر
جب عبدمطلب نے کہا تھام کر جگر
بوطالب اِس نے دیکھا انہین کچھ بھی آنکر
اِس کا ہر اک خیال ہے تجھکو ضرور تر
جب تھا شکم مین باپ نے رخصت حیات کی
پہونچا جو چھ برس کو تو مان نے وفات کی

اُس ماہ ہاشمی سے ہوا وہ یہ ارجمند
جتنا تھا مال ہو گیا یکبارگی دوچند
پڑتا تھا جس زمین پہ اُسکا سم سمند
آتا تھا پیشوائی کو ہر ایک سربلند
اک روز گھر سے بہر تجارت سفر کیا
بصرہ کی سرزمین کو فرش قمر کیا

حضرت بھی اُسکے ساتھ تھے باندھے ہوئے کمر
کاہن تھا جی مین کہنے لگا دیکھ بھالکر
ناگاہ اک نصارا کی اُن پر پڑی نظر
یہ تو وہی ہے جسکی ہو توریت مین خبر
لکھتی ہے شکل اس مہ والا صفات کی
دنیا مین خیر اب نہین لات و منات کی

بوطالب جلیل سے اُس نے کہی یہ بات
پڑھتا ہون کلمہ اسکا نبی ہو یہ نیک ذات
تو جانتا ہے کون ہے لڑکا یہ تیرے سات
توریت مین لکھی ہوئی ہین اسکی سب صفات
یہان رہنا اس کا خوب نہین ملک غیر ہے
چارون طرف بتون کی خدائی ہے دیر ہے

یہ سن کے اُسکے ہوش ہوئے یک بیک ہوا
آیا خیال اپنے نہ کچھ مال کا ذرا
اولٹا ہی انکو لیکے وہ گھر کی طرف پھرا
جو کچھ کہ لے گیا تھا وہین کا وہین رہا
سچ ہے کہ جس کا ایزد باری کفیل ہو
کیونکر نہ وہ جہان مین ہر اک کا خلیل ہو

بیان معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ساقی شراب دے مجھے بزم حضور کی
دوڑے جدھر خیال نظر آئے دور کی
ہر دم نظر ہے اوج پہ کیفت سرور کی
ٹھہرے نہ عرش پر بھی تجلّی شعور کی
بھولون نہ اُسکے نشہ میں اپنے قرینے کو
بھٹکون اگر تو بہک کے پہونچون مدینے کو

لیتا ہے شوق چٹکیان اب لین دمبدم
بیٹھے ہین سننے کے لئے اصحاب نبی ہم
معراج کا بھی حال ہو کچھ زینت رقم
روحین ہین انبیا کی ادھر اور اُدھر بہم
ہوتی نہین ہے سیر طبیعت صواب سے
آنکھین لگین ہین منظر رحمت کے باب سے

تشریف کیونکہ لے گئے افلاک پر جناب
بے چون و بے چرا کی ہی قدرت کا کچھ حساب
جسکا کوئی ستون ہی نہ دیوار اور نہ باب
ابتک کوئی نبی ہوا اُس سے نہ بہرہ یاب

حیرت ہوا اِس سے کیونکہ نہ ہر ایک فہم کو
پہونچے وہان جہان نہین ہے دخل وہم کو

جبریل کی رسائی نہین سدرہ سے اُدھر
عیسیٰ کی آسمان چہارم تلک گذر
موسیٰ کو دیکھئے کہ رہے کوہ طور پر
اللہ رے تقرب سلطان بحر و بر

طرفین سے حجاب کا پردہ اُٹھا رہا
پردہ اگر رہا تو فقط آنکھ کا رہا

عرصہ ہوا جو آپ کو آئے ہوئے دراز
آغوش انتظار مین ہو آکے جلوہ ساز
چاہا خدا نے دیکھون بلا کر خرام ناز
کہدون سب اُسکے کان مین جو کچھ ہے میرا راز

کب ہے مزا کسی کے پیام و سلام مین
اُسکی زبان سے لطف ہی اُسکے کلام مین

جبریل سے کہا کہ بُراق جہان شتاب
باگین صواب تھامے ہوے ہو شرف رکاب
فردوس کے ہو سارے براقون مین اِنتخاب
لے جا مرے حبیب کے دروازے پر شتاب

کہ دست بستہ جا کے بڑا اِنتظار ہے
مشتاق تیری دید کا پروردگار ہے

ہے اُسکی ذات گلشن اخلاق کی شمیم
دو میم اُسکے نام مین جنکا خدا علیم
حامی ہے وہ ہر ایک کا روزِ اُمید و بیم
اک مبتدا کا میم ہے اک منتہا کا میم

ہر ایک میم سے یہ کمال آشکار ہے
دونون جہان کا اِنپہ ہی دار و مدار ہے

حا اُنکے درمیاں ہی عجب ہی لطیف تر
اعداد سے ہے اُسکے یہ اعجاز جلوہ گر
تھامے ہوئے ہی گویا وہ مُلک و مَلک کا سر
آٹھون ریاض خلد مین اُن آٹھ کے ثمر
اور دال سے ہے صاف یہ عقدہ کھُلا ہوا
جنت کے در کا سر ہے قدم سے لگا ہوا

نورِ خدا وہی ہے حبیب خدا وہی
عالم کی ابتدا ہی وہی اِنتہا وہی
خیر الورا وہی ہے شفیع الورا وہی
مطلب وہی مراد وہی مدعا وہی
ماہی سے تا بماہ ہے خلقت کے کام مین
یہ وجہ ہے جو میم مشدّد ہے نام مین

ستّر ہزار فوج ملایک کی ساتھ لے
غلمان کوئی نشان کوئی مشعل لئے ہوئے
اور طرّہ اُسپہ حورین بڑے زرق برق سے
روحین تمام انبیا کی عطر مین بسے
سب گرد ہون براق کے شانِ عروس مین
باقی رہے نہ کوئی تکلّف جلوس مین

کرّوبی اپنے اپنے رہین کاروبار مین
رضوان ریاض خلد کے رنگ و بہار مین
عرشی تمام عرش کے نقش و نگار مین
اک ایک سے زیادہ ہو قدر و وقار مین
آتا ہے وہ کہ جسکا ہر اک شے مین نور ہے
اُس کا ظہور مین ہمارا ظہور ہے

جنت کا تختہ تختہ زمرد نگار ہو
پھولون مین موتیا کے بسا سبزہ زار ہو
ہر اک روش پہ بادِ صبا عطر بار ہو
ایسی بہار ہو کہ فضا بھی نثار ہو
بلبل درود پڑھتی ہو رنگ و بہار پر
اک رنگ آرہا ہو گل و برگ و بار پر

جسوقت ذوالجلال کو اُنکی ہوئی طلب
بستِ وششم تھی نور فروز اور مہِ رجب
اُسوقت اُمّہانی کے گھر تھے شہ عرب
جلوے دکھا رہی تھی عجب روشنئ شب
ذرّے ستارے اور ستارے تھے آفتاب
سانچے مین آسمان نے اُتارے تھے آفتاب

کیا رات تھی وہ رحمتِ حق کے ظہور کی
سانچے مین تھی ڈھلی ہوئی تصویر نور کی
غش اُسکی روشنی پہ ضیا کوہِ طور کی
حورونکے رُخ مین شاخین نکالے قصور کی
پیدا ہوئی تھی روزِ ازل آج کے لئے
پوشیدہ علم حق مین تھی معراج کے لئے

وہ رات تھی کہ خضر کی عمر دراز تھی
اعجاز کا کرشمہ کرامت کا ناز تھی
لیلیٰ کی طرح چار طرف جلوہ ساز تھی
سو مژدۂ وصال سے خاطر نواز تھی
جو عقلِ کُل کے ذہن مین برسونکے کام تھے
وہ اُسکے ایک لحظے مین سارے تمام تھے

کہئے جو اُسکو گیسوئے واللیل تو بجا
یا خالِ مصحفِ رخِ والشمس والضحےٰ
یا طوطیائے دیدۂ مازاغ و ماطغےٰ
یا مُشک ہوگیا ہے کہین نافہ سے جدا
نافہ کشا تھا چشمِ ختن کی نگاہ مین
آکر بسا ہے آج ہر اک جلوہ گاہ مین

اسریٰ بعبدہ کے چمن مین بسے ہوئے
نکلے نہ اُسکے پیچ سے نافے پھنسے ہوئے
گل کی شگفتہ روئی پہ اکثر ہنسے ہوئے
ناگن کی طرح کفر کی ظلمت ڈسے ہوئے
خوشبو جو اُسکی زُلفون کی سوئے سقر گئی
برسون کی تپ چڑھی ہوئی دم مین اُتر گئی

چارون طرف کھُلا ہوا رحمت کا باب تھا
جاتی تھین جس طرف کو نگاہین صواب تھا
مُردون کو کچھ نہ خوفِ حساب وکتاب تھا
قبرون سے دور سیکڑون منزل عذاب تھا
شعلہ جو کوئی نارِ سقر کا بھڑکتا تھا
مالک کو تپ سی چڑھتی تھی اور جی دھڑکتا تھا

حور و ملک تھے چارون طرف اہتمام مین
سرگرم انتظام تھے ہر ایک کام مین
کھلتے تھے پھول گلشنِ دارالسلام مین
تازہ بہار تھی چمنِ انتظام مین
گر کہتے تھے وہ آئی سواری حضور کی
اُٹھ اُٹھ کے دیکھتی تھی جماعت وہ نور کی

روح الامین مظہر الطاف وذی ہمم
اُس شب کو پہونچے خلد مین باشوکت وحشم
کیا دیکھتے ہین خیل بُراقون کا ہے بہم
جسکی شمار کر نہین سکتی کوئی رقم
پیشانی پر لکھا ہوا احمد کا نام ہے
تسبیح لا الہ کی مُنہ مین لگام ہے

ہر ایک کو ہی ناز کہ اسپ رسول ہون
جس سرزمین پہ جا کے قدم رکھون پھول ہون
تاثیر مین دعاؤنکی رنگِ قبول ہون
رفتار کی ہون یاد توقف کی بھول ہون
پَر جلتے ہین ملک کے مری گرد راہ سے
سو کوس اوڑ کے جاتا ہون اُنکی نگاہ سے

اُن سب مین اک براق نہایت تھا سوگوار
عشق رسول پاک مین دم بھر نہ تھا قرار
رو رو کے اپنے جی مین یہ کہتا تھا بار بار
ایسے پری وشون مین بھلا میری کیا شمار
انداز اُسکا چشمِ عنایت کو بھا گیا
جبریل کی نظر مین کُھپا رحم آگیا

لیکر جو اُس بُراق کو روح الامین چلے — جتنے بُراق باقی رہے رشک سے جلے
کہتے تھے آہ کس لئے ہم پھولے اور پھلے — کیون یاس نے نہ گھونٹ دیئے پہلے ہی گلے

ہاتف پکارا کسلیئے اِتنا ملال ہے
توڑے نہ کوئی آس کہ ہمکو خیال ہے

در پر حرم سرا کے ہوئے جب وہ باریاب — اُسوقت خواب ناز مین تھے آسمان جناب
پاس ادب سے آیا جگانے مین اک حجاب — کافور سی تھی جسم کی اُنکے جو آب و تاب

چہرے کو اپنے پائے مبارک سے مل دیا
کافور خواب ہوگئی سردی نے پھل دیا

چونکے جو خواب ناز سے وہ خلق کے کفیل — مُجرے کو جھک گئے وہین اکبار جبرئیل
ہاتون کو باندھ کر کہا اے شاہ بے عدیل — آراستہ ہین منزلین اترا رہی ہین میل

بیچون و بے چرا کو بڑا اشتیاق ہے
چلیئے درِ حضور پہ حاضر براق ہے

طوبےٰ پہ روشنی کے چڑھائے گئے گلاس — کرتی ہے شمع شمع سے انوار اقتباس
حورون کو زیور اور مَلَک کو ملا لباس — گلدستون کی بہار ہے جنت کے آس پاس

آئی ہے پیشوائی کو حور و ملک کی فوج
حاضر ہی آستانہ پہ ساری فلک کی فوج

عیسیٰ ادھر ہین مروحہ جنبان لئے ہوئے — موسیٰ اِدھر ہین مشعل رخشان لئے ہوئے
گوہر پئے نثار سلیمان لئے ہوئے — داؤد انبساط کا سامان لئے ہوئے

کرتے ہین خضر نور کا چھڑکاؤ راہ مین
ہین آبروئے کہکشان رستے نگاہ مین

خوشبوؤن سے مہک رہا ہی گلشن جنان
پھولا نہین سماتا ہی جامہ مین ارغوان
پھولونکی ڈالیون نے لگائی ہین ڈالیان
ہراک روش شگفتہ ہی ہر تختہ گلفشان
گلزار کائنات مین جو کہ نہال ہے
سر مین ہوا طرب کی بھری ہی نہال ہے

رضوان دکھا رہا ہے چمن بندی کی بہا
تسنیم پر اوچھلتے ہین فوارے بار بار
اک بوٹا اور اُسمین ہین گلکاریان ہزار
ہر ایک کو ہے آپ کے آنے کا انتظار
آنکھون کو وا کئے ہوئے ہین در بہشت کے
اُوڑ کر وہ آتا ہوتے اگر پر بہشت کے

ہر وقت ذات پاک کو تھا حق سے اتصال
ہی شرک درمیان ہو دوئی کا اگر خیال
اک وضع ایک شکل تھی اک رنگ ایک حال
لیکن جو وصل ظاہری کی آئی قیل و قال
اُٹھے جناب سجدۂ طاعت کے واسطے
جنت سے آب آیا طہارت کے واسطے

اک طشت و صراحیان ہر ایک پُر صفا
حاضر وہ لیکے خازن خُلد برین ہوا
جسمین زلال کوثر و تسنیم تھا بھرا
سرتاج طاہرین نے اُس سے وضو کیا
قطرہ گرا وضو کا جو اُس دین پناہ کے
اعمال نامے دُھل گئے اہل گناہ کے

فارغ ہوئے نماز سے جب شاہ انس و جان
زیب بدن کیا خلعت خلد زرفشان
روح الامین نے پڑھ کے درود اور سلام وان
سر پر عمامہ نور کا اور پٹکا درمیان
بوسہ دیا جو پاؤن کو نعلین پاک نے
پا مالیٔ عدو کی دعا دی سماک نے

پھر قصر محترم سے برآمد ہوئے جناب
میکال لائے سامنے اسپ جہان شتاب
تعظیم کو اُٹھے شرف و تقوہ و صواب
تھامی عنان شکوہ نے جبریل نے رکاب

رکھتے ہی پاؤن آپ کے اُس رشک خور پر
سو بجلیان حسد کی گرین کوہ طور پر

اللہ رے براق فلک سیر باد پا
فرفر وہ ایسی پھرتی سے رف رف تلک گیا
سرعت کے پای بوس تھی ابرار کی دعا
گر روکتا نہ اسکو فرشتون کا مدعا

سایہ نہ اُسکا دیکھتا کوئی صفات مین
ملتا اگر پتا تو کہین علم ذات مین

سُرعت کو اُسکی کر سکے کیونکر کوئی رقم
گہ جانب وجود تھا گہ جانب عدم
کرتا ہی اُسکی طرح قلم انگلیون سے رم
دم بھر مین دونون طی کیئے اور وہی دم مین دم

گر خوش عنانی روکتی اُس کو نہ چال سے
حضرت کے سایہ کی طرح اور تا خیال سے

پرواز سے تھے اُسکی ملایک کے پر شکست
روکے سے رُک نہ سکتا تھا اللہ ری برق جست
رفتار جسکو کہتے ہین اُسکی تھی وہ نشست
سایہ بھی اُسکے ساتھ سے رہتا تھا دور دست

قطرے پسینے کے جو ٹپکتے تھے راہ مین
اُوڑتے تھے جگنو بنکے ہر اک جلوہ گاہ مین

اُسکی دوش سے بحر تحیر مین سب تھے غرق
پر تیز گامیون مین نہ آتا تھا اُسکے فرق
ہر چند سر کو رکھتی تھی پاؤن پہ اُسکے برق
پہونچا وہان جہان نہین ہی غرب اور شرق

اِتنا تو وہم کہتا ہے تا لامکان گیا
آگے خدا ہی جانے کہان سے کہان گیا

وہ آب و تاب اُسکی وہ سُم اُسکے گول گول
تعریف اُنکی چھوٹا تو مُنہ ہے بڑا ہی بول
موتی ہمیشہ چاہ مین چھپتے ہین اوان ڈول
شمس و قمر سے پوچھے کوئی اُنکا مول تول
گردون کے دلمین آج تلک اُنکے داغ ہین
اختر ہے جنکا نام وہ اُن کے سُراغ ہین

تزئین سے زین کی دیدۂ پروین لڑے ہوئے
اور اُسپہ ہار لعل و گہر کے پڑے ہوئے
کلغی سے تا بہ دُمچی تھے موتی جڑے ہوئے
حسن و جمال بہر زیارت کھڑے ہوئے
نکتہ پہ ماہ کہکشان غش تھی لگام پر
آنکھین کئے تھا فرش سہا گام گام پر

ہمسر کا تھا اگرچہ وہ قامت مین ہمعنان
زیبا ہے اُسکے دُم کو اگر کہئے کہکشان
لیکن کہین بزرگی مین اُس سے بزرگ شان
پر کہکشان مین اسطرح کی خوبیان کہان
مومن کی آنکھ مین رگِ ابرِ بہار تھی
کافر کے حق مین اختر دُنبالہ دار تھی

اُڑتے تھے ہوش اُسکی صدا چال ڈھال پر
الماس سینہ اور جواہر نگار پر
صورت مین تو فرشتہ تھا سیرت مین تھا بشر
سم گول گول موتی سے یاقوت کی کمر
جلوی نما اگرچہ تھا حیوان کی شان مین
پر باتین کرتا تھا وہ بشر کی زبان مین

جسدم سوار ہونے کو تھے شاہِ نامدار
جبریل سمجھے سرکشی کرتا ہے راہوار
کچھ ناز سے اوچھلنے لگا وہ ہوا اشکار
پُٹھے پہ ہاتھ مار کے بولے کہ ہوشیار
کیا جانتا نہین تری معراج آج ہے
مرکب ہے اُسکا جو کہ ہر اک سر کا تاج ہے

اُس نے کہا کہ ہوتے ہو کیون اسقدر خفا — سرگرمی کا یہ وقت نہین رحم کی ہے جا
واللہ اسکی ذات ہے اک رحمتِ خدا — کیونکر نہ اپنا درد کہے کوئی مبتلا
ابر کرم سے اِسکے روان رود نیل ہے
جنت مین سلسبیل اسی کی سبیل ہے

فرمایا سُنکے شاہ نے کیون اتنا اضطرار — کی عرض کچھ نہ پوچھیئے اے عرش افتخار
بہر سواری حشر کو آئین گے راہوار — میرے سوا حضور کسی پر نہ ہون سوار
اِظہار مدعائے دلی کارگر ہوا
بجلی ہوا نظر ہوا بادِ سحر ہوا

کس کروفر کے ساتھ چلے شاہ نیک خو — چارون طرف فرشتے جلو مین تھے باوضو
اقبال چوبدار تھا چاؤش آبرو — آتی تھی گام گام پہ آواز طرقو
اقصےٰ پہ پیشوائے ولی اور نبی ہوئے
جو پہلے مقتدا تھے وہ اب مقتدی ہوئے

سدرہ پہ پہونچے جبکہ شہ ذی قدر و احتشام — روح الامین نے عرض کی بندہ کا ہے سلام
اِتنی نہین ہے تاب بڑھون یہانسے ایک گام — اک بال گر اوڑون تو جلین بال و پر تمام
شعلے تجلیون کے ہین ہُو کا مقام ہے
طے کرنا اسکا شاہِ رسل ہی کا کام ہے

فرمایا شہ نے اے مرے ہمراز جبرئیل — وہ راہ ہے کہ جسمین نہ فرسنگ اور نہ میل
گر ہوتا تحت و فوق نکلتی کوئی سبیل — تنہا نہ چھوڑیئے کہ بڑی راہ ہے ثقیل
یہان غرب و شرق ہے نہ جنوب و شمال ہے
حیران ہے پائے شوق کہ چلنا محال ہے

ہر چند وہ بہت ہی ہوا آمین عذر خواہ
اِتنے مین قطع ہوگئی صدہا برس کی راہ
دو ایک گام لے ہی گئے پر جہان پناہ
وان حال کانپ کانپ کے اُسکا ہوا تباہ
رحم آگیا جناب کو اِس حال زار پر
پہونچا یا اک اشارہ مین دارالقرار پر

وان سے جو لی بُراق سُبک خیز کی عنان
لاکھون برس کی راہ رہے منزل و مکان
ایسے گئے خیال نظر سے ہوئے نہان
کہتا رہا یہ شوق زیارت کہان کہان
جلوہ فروز وصل کا سامان ہو گیا
آغوش مین وجوب کے امکان ہو گیا

پہونچے وہان جہان نہین ہی حور اور قصور
یک رنگی کو تھا اپنی چمن بندی کا غرور
کُرسی و عرش و سدرہ و فردوس سب سے دور
اک شان اک شکوہ تھی اک نور اک ظہور
ترکیب کا تھا طور نہ ہیئت کا طور تھا
سب سے نرالی شان تھی کچھ رنگ اور تھا

مانع نہ کوئی غیر نہ مانع کوئی رقیب
چارون طرف سے کہہ رہا تھا شوق کا نقیب
یا ذات ذوالجلال تھی یا جلوۂ حبیب
ہان ای مرے حبیب ذرا اور بھی قریب
کب سے تھا اِنتظار ترا جلوہ گاہ مین
پُتلی کی طرح بیٹھ جا چشم و نگاہ مین

بے راہ راہ ایسے چلے دوڑ دوڑ کر
حیرت مین چشم فہم تحیر مین تھی نظر
وہ دبدبہ رہا نہ وہ لشکر نہ کرّ و فر
ہر ایک تھک کے رہگیا ہر ایک جائے پر
ہستی رہی نہ ہستی کا وہ مدعا رہا
مازاغ کا نگاہ مین سُرمہ لگا رہا

دور و دراز تھی جو بہت راہ تنگبار
انجام کار رہگیا تھک کر وہ راہوار
رف رف نے آکے دوش پہ اپنے کیا سوار
اُس سے بھی قطع ہو نہ سکی کرگیا فرار
کاندھا دیا جو راہ مین ہر ہست بود نے
آغوش مین اُٹھا لیا لطف و ودود نے

جلوے سے وان جناب رسالت مآب کے
چارون طرف سے اُٹھگئے پردے حجاب کے
اسرار منکشف ہوئے وحدت کے باب کے
ہونے لگے نظارے رخ بے نقاب کے
حق الیقین سے دولت عین الیقین ملی
وہ برتری ملی کہ کسی کو نہین ملی

ایک نور جسکی لاکھ حجابون مین تھی جھلک
پھیلی ہوئی تھی چارطرف اُسکی ہی چمک
دیکھی نہ تھی کسی نے کبھی وہ چمک دمک
شوق لقا جو لیگیا حضرت کو وان تلک
جو دیکھا وہ نہ دیکھا ملک کے فرشتون نے
جو کچھ سُنا سُنا نہ فلک کے فرشتون نے

راز و نیاز کے ہوئے کیا جانے کیا کلام
منہ بار بار تکتے تھے ہر ایک کا کلام
تھے غیر کی سمجھ سے وہ ناآشنا کلام
اِس مین کلام کیا جو کہین ہم انکو لا کلام
ظاہر ہوئے نہ کام و زبان و دہان سے
حقا کہ تھے وہ اور ہی نطق و بیان سے

اُسمین خدا مین فرق رہا دو کمان کا
کیسی کمان دخل نہ تھا وان گمان کا
یہ ذکر خاص ہوگا کہین درمیان کا
جلوہ وگرنہ وان تھا فقط ایک شان کا
کانون سُنا نہ ایسا کہین کائنات مین
تمئیز کچھ رہی نہ صفات اور ذات مین

یہان چشم اور نگاہ ہمہ تن کمال شوق
وان شان و زیب و زینت و حسن و جمال شوق
یہان فکر و فہم و وہم و قیاس خیال شوق
وان ہیبت و شکوہ و وقار و جلال شوق
یہ بھی تمام شوق تھے وہ بھی تمام شوق
دونون طرف سے کر رہا تھا اپنا کام شوق

رخصت ہوئے وہان سے جو سلطان دو جہان
دیکھین تمام عالم بالا کی خوبیان
اعراف و برزخ و سقر و سدرہ و جنان
کرسی و عرش و رف رف و لاہوت و لامکان
رکھا جہان قدم وہی پر نور ہوگیا
ناظر کوئی ہوا کوئی منظور ہوگیا

در پر ارم کے پہونچے جو سلطان ذی حشم
بسم اللہ کہہ کے خود اٹھا تعظیم کو ارم
نرگس نے اپنی آنکھون پہ انکے رکھے قدم
تسلیم کو ہوا سر شمشاد و سرو خم
جتنے تھے نخل وجد مین سب جھومنے لگے
آ آکے بار بار قدم چومنے لگے

سنبل بلائین لیتی تھی زلفونکی بار بار
پھر پھر کے گرد پھولی سماتی نہ تھی بہار
لا لا کے پھول کرتی تھی باد صبا نثار
تلوون کو اپنی آنکھون سے ملتا تھا سبزہ زار
شبنم پئے نثار تھی گوہر لئے ہوئے
اور غنچے اپنی مٹھیون مین زر لئے ہوئے

نار سقر کی دیکھین جو شعلہ فشانیان
آیا خیال آپکے دلمین یہہ ناگہان
امت بہت ہی میری ضعیف اور ناتوان
آجائے راستہ نکوئی بھول کر یہان
وعدہ ہے کافرون سے عذاب الیم کا
ورنہ بجھا کے آتے وہ شعلہ جحیم کا

اک پل مین آگئے جو وہ سب دیکھ بھال کر
حیرت سے آئینہ بنے دیوار اور در
بستر تھا خوابگاہ کا ویسا ہی گرم تر
پھیلی ہوئی تھی جسم کی خوشبو اِدھر اُدھر
زنجیر ہلتی تھی جو دربار گاہ کی
حق الیقین نے چشم بصیرت مین راہ کی

مشہور ہو گیا یہ خواص و عوام مین
کیا جلد پھر کے آگئے ہر اک مقام مین
بیت المقدس و عرب و روم و شام مین
لاہوت و لامکان مین دار السلام مین
صدیقؓ نے گواہی دی صدیق ہو گیا
بوجہل نے دلیل کی زندیق ہو گیا

جب دیکھتے تھے آپ بہار جنان کی سیر
وہ غنچون کی چٹک وہ گلِ ارغوان کی سیر
وہ بلبلون کے چہچہے وہ بوستان کی سیر
وہ سبزے کا لہکنا وہ آب روان کی سیر
صلِّ علیٰ کا شور تھا ہر اک مقام پر
بسم اللہ کہہ رہے تھے مَلک گام گام پر

دو قصر سبز و سُرخ نظر آئے جو وہان
اک چوٹ ہی لگی دلِ اقدس پہ ناگہان
فرمایا اس روش کے یہ کسکے ہین دو مکان
رو کر کہا فرشتون نے ای شاہ اِنس و جان
اس ذکر سے ہی چاک جگر مشرقین کا
اخضر حسنؑ کا اور ہے احمر حسینؑ کا

اس واسطے ہے قصر حسن کا زمردین
حضرت کے بعد اُسکو ستائین عدوِ دین
آخر شہید زہر سے ہو وہ مہ مبین
سَم کے اثر سے سبز ہو رخسار اور جبین
ٹکڑے گرین زمین پہ دل پاش پاش کے
سر پیٹتی حیات پھرے گرد لاش کے

بھائی کا بھائی دیکھ کے ٹکڑے دل و جگر
جنت مین فاطمہ کو نہ ہو چین لحظہ بھر
رو رو کے پیرہن کرے اپنا لہو مین تر
پھرتی رہے کلیجہ کو پکڑے اِدھر اُدھر
کیا ہے عجب کہ ماتم وشیون کے شور سے
روح علی تڑپ کے نکل آئے گور سے

اور سرخ ہے حسین کا جو قصر گل نگار
تیغون سے سر قلم ہو نہو کوئی سوگوار
دال اسپہ ہے کہ خون مین ڈوبے وہ گلعذار
جاری ہو زخم نوک سنان سے لہو کی دھار
چالیس دن نہ لاشش کو گور و کفن ملے
ریتی پہ لوٹتا ہوا پیاسے کا تن ملے

حیوان کو ذبح کرتے ہین پانی پلا پلا
بیٹے کا داغ سینہ مین ہو شعلۂ بلا
سوکھے گلے پہ اسکے پھرے خنجر جفا
غم سے ہو پیٹھ حضرت عباس کے دوتا
قطرہ ملے نہ پانی کا اس تشنہ کام کو
حیوان کی بھی نہ سمجھین برابر امام کو

جب ذبح کرنے لے چلے فرزند کو خلیل
یہان نوجوان اکبر مہ وسا بے عدیل
آنکھون سے پٹی باندھ لی ای خلق کے کفیل
دست ستم کی برچھیان کھا کھا کے ہو قتیل
دُنبے کے حلق پر وہان کزلک کی راہ ہے
یہان موت نوجوان کی پیش نگاہ ہے

حیوان کے ذبح کرنے مین یہ شرط ہی ضرور
اور دانا پانی دینے مین اسکے نہو قصور
حیوان ہو نہ دوسرا حیوان کے حضور
یہان بھوکا پیاسا قتل ہو یہ فاطمہ کا نور
خنجر پھرے گلے پہ حرم دیکھتے رہین
سر جسم پاک سے ہو قلم دیکھتے رہین

گردن چھدائے تیر سے بانو کا شیرخوار
ترہو لہو مین قاسم نوشاہ گلعذار
برچھی جگر سے ہو علی اکبر کے وار پار
زینب کے لالہ فام بھی ہون موت کی بہار
برباد باغ پھولا پھلا ہو بتول کا
بلبل کے دل مین داغ ہو ہر ایک پھول کا

خط بھیج بھیج گھر سے بلائین عدو دین
دیکھین جدہر کو تودۂ طوفان گرد کین
آرام کی جگہ نہ زمین پر ملے کہین
جتنے کہ ساتھ جائین قریبا و ہمنشین
باقی نہ تیغ سے کوئی چھوٹا بڑا رہے
رانڈون کی ساربانی کو عابد بچا رہے

گردن مین اُسکی طوق ہو پانوئین بیڑیان
ہر بار ضعف کہتا ہو ٹھہرو ذرا یہان
رکھنا قدم زمین پہ ہو بیمار کو گران
منزل کٹھن ہے شام کی اور آپ ناتوان
پُرسے کو غش عزیزون کے جو آئے راہ مین
دُرّے عدو کے ہاتھ سے وہ کھائے راہ مین

خیمہ جلائین بیوؤنکو لوٹین ستم شعار
بالون سے اپنے مُنہ کو چھپائین ہون سوگوار
چادر رہے نہ ڈھانپنے کو مُنہ کے زینہار
اونٹونپہ سر برہنہ ہر اک کو کرین سوار
در در پھرائین شام مین ہر دل ملول کو
بندی بنا کے لے چلین آل رسولؐ کو

روئین جو بیوگان جگر خستہ و اسیر
گردن مین دیکھکر علی اصغر کی نوک تیر
لے لے کے دُرّے دوڑین ہر اک سمت سے شریر
بچّے نہ مانگین سہم کے ماؤن سے اپنی شیر
نکلا نہ مہر رعب سے جس کے عوام مین
وہ سر برہنہ ساتھ ہو دربار شام مین

یہ سُنکے شاہ ارض و سماں کو رہی نہ تاب — دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے اُف ری اضطراب
آئی صدائے غیب کہ ای سب کے اِنتخاب — یہ اُمت ضعیفہ کی ہے مغفرت کا باب

درگاہ کبریا مین جو عز و وقار ہے
ہر ایک کا جناب پہ دار و مدار ہے

جامہ دکھا رہا ہی نبوّت کی جو پھبن — جمنا تھا اُسپہ رنگ شہادت بڑا کٹھن
اک آنکھ آپکی ہی حسین اور اک حسن — قامت پہ اُنکے قطع ہوا بس یہ پیرہن

جس گلشنِ کمال مین رنگ قبول ہے
وہ آپ ہی کی باغ کرامت کا پھول ہے

پڑھ کر درود مانگئے ای صدق یہ دعا — یا رب بحق تاج شہنشاہ انبیا
اولاد ہو نہ میری کسی غم مین مُبتلا — دروازہ پر نشاط کی نوبت بجے صدا

ہرگز کسی کا دل نہ کسی سے ملول ہو
جو آرزو ہو دل مین الٰہی قبول ہو

میرے عزیز مقصدون سے بہرہ ور رہین — عیش و نشاط دوستونمین عمر بھر رہین
حضار بزم بھی ترے مدِ نظر رہین — اُنکے ستارے جلوہ فروز اوج پر رہین

بانئ بزم صاحب عز و وقار ہو
اقبال پیشکار ہو مطلب برار ہو

شاگردون مین جو میرے سعادت اساس ہون — اور میرے جاہ و قدر کے رتبے شناس ہون
اقبال اُنکے پاس ہو وہ اُسکے پاس ہون — جس فن مین کوئی دیکھے اُنہین اُسمین پاس ہون

رات اُن کی شبرات ہو اور روز عید ہو
ہاتون مین اُنکے عیش و طرب کی کلید ہو

مشہور ہو یہ مُہر نبوت تمام مین	قرآن کی طرح ورد رہی خاص و عام مین
شامل رہے ہمیشہ درود و سلام مین	تاثیر ہو بیان مین اثر ہو کلام مین

جو کوئی حق جل وعلیٰ سے دعا کرے
بعد از نماز اس کا وظیفہ پڑھا کرے

ربالخیر

تاریخ ولادت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

بہ شش ہزار چو پنجاہ و ہفت صد آمد	زدور آدم ذی اقتدار مائل فیض
پئے ہدایت گم گشتگان خلقت را	ظہور کرد شہ مرسلین کامل فیض

بگفت صدق سخن سنج بہر تاریخش
فروغ ذات غفورست خضر منزل فیض
٦٦ ٥٠

ایضاً

چون نود از نوح شد بر چار الف و چار صد	شد تولد حضرت خیر الوریٰ شان احد
بہر تاریخ ولادت صدق نکتہ سنج گفت	مظہر ذات خدا شمس الضحیٰ نور محمد ٩٠ ٤٤

ایضاً

بعد ابراہیم چون ہفتاد شد بر سہ ہزار	مسند آرائے ولادت گشت شاہ مرسلان
صدق نکتہ سنج بہر این نوید جان فزا	گفتمش سرتاج جان خاتم پیغمبران ٣٠

ایضاً

زموسیٰ بعد از دو الف و سه صد	تولد شد امام دین پناہی
پئے تاریخ اے صدق سخن سنج	رقم کن منظہر از ذات الٰہی
	۲۳۰

ایضاً

دو ہزار و سه صد از موسیٰ چو رفت	شد تولد حضرتِ خیر الورا
از سر الہام آمد این نوید	گو شفیع المذنبین شانِ خدا
	۲۲۰۰

ایضاً

چون گذشته یکہزار و ہشت صد	بعد از داؤد رحمش بر روان
زینتِ صدر ولادت ساخته	دستگیر خلق شاه مرسلان
بہر تاریخ ولادت صدق گفت	رحمتٌ للعالمین و قطب جان
	۱۸۰

ایضاً

چو از دور سکندر ہشت صد ہشتاد و دو شد	نوید جلوهٔ شاه رسل روح الامین گفت
پئے تاریخ اے صدق سخن سنج معانی	زہے این آفتاب مطلع دین مبین گفت
	۶ ۸۲

ایضاً

بعد شش صد ز حضرتِ عیسیٰ	گشت پیدا چو شاه علم و ملل
بہر تاریخ صدق نکته شناس	گفتمش آفتاب عز و جل
	۶۰۰

ایضاً

گشت پیدا چو سیّدِ عالم	بعد شش صد ز حضرتِ عیسیٰ
بہر تاریخ صدق نکته شناس	گفتمش نور کبریا اعلےٰ
	۶۰۰

ایضاً

چہل و دو چون در آمده بشمار	سن مسند نشینئ کسریٰ

جلوه گر شد حبیب رب غفور | بهر تاریخ آن شه والا
سر اسلام و اتقا و ملک | آمده در خیال ذهن رسا
گفت هاتف وجود پاک بگو | سن آن رونمائے فضل خدا
بار چون شمع فکر نور افروخت | تاج اوّل بشد بفرق هدیٰ

ایضاً

بعد مسند نشینئ کسرے | چهل و دو چون گذشت خاطر خواه
هردو ارض و سما بشد پرنور | کرد از لطف حق بخلق نگاه
جلوه فرمود شاه جن و بشر | در دوشنبه بعین وقت پگاه
اثنا عشر ربیع اولے بود | زهے روز مبارک و زهے ماه
بهر تاریخ او بگو اے صدق | اوّل و انتهاے بسم الله

ایضاً

بعد مسند نشینئ کسرے | دو چو بر چهل چرخ کرد افزود
نور پرور دگار کرد ظهور | جن و حور و ملک بخواند درود
بهر تاریخ صدق نکته شناس | گفت روح الامین حبیب ودود

غزل در شان سرور کائنات صلی الله علیه وسلم

صلے علیٰ چه شوکت و شان محمدؐ ست | سوگند را وقار بجان محمدؐ ست
جز حق نه هیچ مرتبه دان محمدؐ ست | دایم ثنا گزار بشان محمدؐ ست
بر قول من شهادت شق القمر گواه | عقده کشائی کار بنان محمدؐ ست
نازم به نامهٔ عمل ناصواب خویش | حرف شفاعتم بزبان محمدؐ ست

خوردہ گرفت برقدر اندازئ قدر
شستیکہ تیر او ز کمان محمدست

اے شوق زیر سایۂ طوبیٰ چہ میبری
انجا بہر کہ سرو روان محمدست

دانی کہ بر نگین سلیمان چہ کندہ بود
این نقش ہم ز نام و نشان محمدست

غیر از مدینہ بہر خطا کار جای نیست
آن بارگاہ فیض رسان محمدست

ذی افتخار خلق ز اقبال در جہان
اقبال را شکوہ ز شان محمدست

جبریل در مدینہ قدم از ادب گذار
این اوج سدرہ نیست مکان محمدست

دور از خیال بود درو لذتِ حیات
آبِ بقا لعاب دہان محمدست

کرسی بہ طوف عرش زمین بوس گرد او
معطوف ہر کجا کہ عنان محمدست

بشنو صدائے اشہد ان لا الہ را
اثبات حق ز شور اذان محمدست

گر نقد معرفت بکف آید عجب مدار
جوہر بہ ہر قرینہ ز کان محمدست

تسنیم و سلسبیل کہ سیراب از و جہان
قطرہ ز بحر فیض روان محمدست

من کیستم کہ طائر ذی بال عقل کل
پر ریختہ ز اوج بیان محمدست

پردہ میان عاشق و معشوق ہیچ نیست
حق انچہ آفرید از ان محمدست

بیرون ز فہم و درک و قیاس و گمان و وہم
راز یکہ با خدا و میان محمدست

اے صدق گر بہ نعت سخن را جلا دہی
برسی ز حق کہ مرتبہ دان محمدست

مناجات

اے شاہ مرسلین ترے جلوے کے مین نثار
رحمت کی شان ہی تیرے چہرہ سے آشکار

مجھ سا نہین ہی کوئی جہا نمین خدائی خوار
گردون کے دلمین گرد کدورت زمین پہ بار

ہون ناتوان اور قیامت کا ہے سفر
منزل ہی سخت قبر کی سر پر گنہ کا بار

دامن کہین اولجھ کے نہ رہ جائے راہ مین
پاؤن مین میرے آبلہ ہر ہر قدم پہ خار

ہنستی ہی قبر جو مری صورت کو دیکھکر
تردامنی پہ میری ہے انجام اشکبار

سر پر جو میرے رکھی ہی گٹھری گناہ کی
آدم کو میرے نام سے آتا ہی ننگ و عار

توبہ کے ٹوٹنے سے جگر مین خراش ہے
حُسنِ عمل کی موت سے خاطر ہی سوگوار

مجھکو ہے صرف تیری شفاعت کا آسرا
اورون کو اپنے حسن عمل کا ہی اعتبار

لرزا ہے سرد مہریون سے زمہریر کو
نار سقر کو میری شرارت سے ہے بخار

دن رات میری لہو ولعب مین گذر گئے
آیا خیال مین نہ خیالِ مآل کار

ہے کون یار غار جو آکر مری سُنے
تربت بھی مشتِ خاک سے ہی میرے دلفگار

آرام کی جگھ نظر آتی نہین کوئی
وان رنج بازپُرس یہان سختئ فشار

افسوس خالی ہاتھ چلا اس جہان سے
ناداشتی* سے اپنی بہت ہی ہون شرمسار

اک رحم کی نظر مرے حال تباہ پر
مایوس تجھ سے کوئی نہین ہے اُمیدوار

کہدینا صدق کو کہ یہ میرا غلام ہے
اُس کا عمل اگر سرِ محشر ہو روبکار

بلبل کے مُنہ سے جھڑتے ہین ہر اک سخن مین پھول
گویا بھرے ہین نعت نبی کے دہن مین پھول

خوشبو نوید لائی ہے آنے کی آپ کے
اے چشم زار بختِ رسا پر کفن مین پھول

قربان ہزار نافے ترے بوئے خلق پر
رنگ و بہار پھول مین ہی اور چمن مین پھول

ہے آرزو کہ روضہ پہ تیرے نثار ہون
نافے بنے تتار و خطا و ختن مین پھول

تکیہ یہان ہے صرف شفاعت پر آپ کی
تقوے پر اپنے شیخ نہ تو انجمن مین پھول

رخسار نو بہار کی تعریف کے لئے
سوسن سے مانگتے ہین زُبانین سمن مین پھول

خوشبوئین ایسی کاہیکو اوڑتین چمن چمن
ہوتی نہ تیری ذات اگر پنجتن مین پھول

اوڑ اوڑ کے آئین تیری زیارت کے شوقمین
گر باندھ کے نرکھین یہ گل چین رسن مین پھول

بلبل نے جو چڑھایا ہے تیرے مزار پر
پھولا نہین سماتا کوئی پیرہن مین پھول

پیشانی مین خلیل کی جو تیرا نور تھا
چنگاریان تھین آتش شعلہ فگن مین پھول

دشوار کچھ نہین تیرے اعجاز کے حضور
پیدا اگر ہون نافے چمن مین ہرن مین پھول

ایسے ہوئے ہین نشے ترے دور مین ہرن
سرکہ ہے گویا شیشۂ توبہ شکن مین پھول

اعجاز تیرا اپنی دکھائے اگر بہار
پیدا ابھی ہون شاخ سر گردن مین پھول

دیکھین تیرے مزار کے قبہ کی جو بہار
شاخین نکالین سیکڑون اپنی پھبن مین پھول

دیکھا جو تجھکو بستر گل پر نہ خواب مین
بن بن کے کانٹے چبھتے ہین میری بدن مین پھول

روئی جو شمع شب تری محفل کی یاد مین
ہر ایک اشک ہوگیا چشم لگن مین پھول

امت کو تیری آتے جواہر اگر پسند
ہمسنگ ہوتے لعل کے جا کر یمن مین پھول

پھرتے ہین تیرے روضۂ جنت فضا کے گرد
آتے ہین سال بسکے جو اپنے وطن مین پھول

بت پر چڑھانا چاہے اگر تیرے دور مین
کانٹا سا کھٹکے دیدۂ ہر برہمن مین پھول

تیرے مزار سے جو نہ پھینکا اوتار کر
پژمردہ سے ہین گنبد چرخ کہن مین پھول

کیا رنگ لایا نعت مین اے صدق یہ سخن
جسپر نثار لعل یمن مین چمن مین پھول

جھڑتے ہین مرے منہ سے دم فکر سخن پھول
کانون مین ہر اک پھول کے ہین آج کرن پھول

بلبل ہون مین اور وصف شہنشاہ زمن پھول
طیبہ کی فضا میرا نشیمن ہے وطن پھول

انگور کے تختون پہ گرے قہر کی بجلی
گر دور مین تیرے ہو کہین توبہ شکن پھول

غنچون کے سنانے کے لئے ذکر مقدس
کرتے ہین طلب بلبل سدرہ سے ذہن پھول

چھڑکا ہے تری شور محبت نے نمک سا
کھل کھل کے ہوا آج ہر اک زخم کہن پھول

اللہ رے ترے روضۂ پرنور کے قبے
ٹانکے ہوئے دامن مین ہین سورج کی کرن پھول

قدرت کے چمن مین ترا ہمرنگ نہین ہے
گیسو ترے سنبل ہین دہن غنچہ بدن پھول

اترا گئے ایسے کہ نہین پھولے سماتے
کیا سونگھ کے آئے ہین ترا سیب ذقن پھول

چاہین ترے دورہ مین اگر بت پہ چڑھانا
گلدام خزان مین رہین پابند رسن پھول

خدام کے رستہ مین بچھاتی ہی ہمیشہ
فردوس سے لالا کے صبا سیکڑون من پھول

ای ساقی کوثر ترے انعام کے صدقے
پیتا ہے ہر اک جاکے سر نہر لبن پھول

الطاف سے حضرت کے سبکدوش ہوا ہون
لاشہ نہین اب گویا کہ ہی زیر کفن پھول

ٹھکرایا ہوا مہر ترے کوچہ کا ذرہ
اوترا ہوا روضہ کا مہ چرخ کہن پھول

آنکھون کو بچھاؤن ترے رستہ مین ہمیشہ
ہو جاؤن مین نرگس کی طرح گر ہمہ تن پھول

ہے فیض سے تیرے چمن افروز رسالت
اسلام شجر فرض ثمر نفل و سنن پھول

اللہ کہین جلد وہ دن مجھکو دکھائے
روضہ پہ چڑھاؤن تری ای سرو چمن پھول

جھڑتے ہین تری بزم مین کیا شمع کے منہ سے
لاتی ہے صبا روز جو بھر بھر کے لگن پھول

دندان مقدس سے اگر دے کوئی تشبیہ
کھل کھل کے ہون غنچہ کی طرح در عدن پھول

اے صدق پڑھون نعت مین کچھ اور بھی اشعار
باتون مین مری چومتا ہے میرا دہن پھول

غزل دیگر

قدرت کے چمن مین ہی تو ای رشک چمن پھول
اور تیرے چمن مین ہین حسین اور حسن پھول

ہے داغ تری ہجر کا ای شاہ زمن پھول
ہم حشر مین لیجائینگے یھہ زیر کفن پھول

ای شاہ کھلین گر نہ ترے رنگ روش پر
پھولونگے چمن مین کرین مرغان چمن پھول

تھی تیرے کف پاکی جو بوسہ کی تمنا
تربت پہ چڑھاتے ہین مری اہل وطن پھول

کیا باد اوڑا لائی ترے کوچہ کا نقشہ
کرتے ہین نثار آج چمن پر جو چمن پھول

گل کاریان روضہ کی تری غیرت فردوس
پردہ مین ہر اک پھول کے ہی جلوہ فگن پھول

پتھر ترے پابوس سے ہی لعل کا ہم سنگ
ٹھوکر سے عجب کیا کہ جو ہو لعل یمن پھول

اترائی ہوئی پھرتی ہی کیا باد بھاری
روضہ پہ جو چڑھتے ہین تری شاہ زمن پھول

گر ہو نہ ہوا کوچہ کی تیرے چمن آرا
نرگس کی ہو آنکھو مین گل برگ سمن پھول

کیا جانئے کہ کیا کانین پھوکا ہے صبا نے
پھرتے ہین ترے شوق مین آوارہ وطن پھول

نافو نپہ جو اتراتے ہین کیا ہوش اوڑے ہین
سونگھین ترے کوچہ کی خطا اور ختن پھول

مہکے ہوئے پھرتے ترے کوچہ کی ہوا مین
گلدام مین گر ہوتے نہ پابند رسن پھول

پردہ رخ گل رشک سے اکبار اوٹھا دو
پھولون کو دکھاتی ہین ہم اپنی پھبن پھول

گل کھاتی ہی بلبل ہی نہ کچھ ہجر مین ترے
رکھتا ہی دل وجان مین نہان خار محن پھول

اے ابر کرم یک نظر اس اپنے چمن پر
غنچے ترے پژمردہ ہین اور سوختہ تن پھول

گر ہو نہ شگفتہ ترے کوچہ کی ہوا سے
بلبل کے ہین ڈسنے کیلئے سانپ کے من پھول

غزل	ای صدق کھلا اور گل اس تازہ زمین مین اورونکا سخن خار ہے اور تیرا سخن پھول	دیگر

ہین وصف محمدؐ مین جو سرگرم سخن پھول
پھولی نہین جامہ مین سماتے ہمہ تن پھول

اُس روضہ کی جالی کے نہین دیکھین ہین چشمین
نرگس کی طرح آنکھو نپہ مت اپنی ہرن پھول

اُس روضہ کے قبے مری آنکھو مین بسے ہین
دکھلاتے ہین ناحق ہی مجھے اپنی پھبن پھول

اُن پاؤن کے ناخن کی برابر نہین رتبہ
اس اپنے مہ نو پہ نہ ای چرخ کہن پھول

اُس کوچہ کے ذرون سے ہے ہمچشمی کا دعوے
انکھو نمین پڑے کیا ترے ای لعل یمن پھول

اللہ رے شادابی مدینہ کے چمن کی
مشاطہ نسیم سحر اور دولہ دُلہن پھول

مقصد کے چنین پھول نہ مدحت کے چمن سے
تا عطر سے دھوئین غنچہ زبان اور دہن پھول

پر جلتے ہین وان بلبل سدرہ کے ادب سے
اِس کوچہ مین بہتر نہین بے ساختہ پن پھول

خوشبو کی طرح مجھکو اوڑا کر وہان لے جا
اے شوق پر ارمان نزاکت مین بن پھول

لب برگ گل اور چشم سیہ نرگس شہلا
خد پھول دہن پھول ذقن پھول وطن پھول

خون خشک ہوا دیکھ کے وہ عارض رنگین
گر اصل کوئی پوچھے تو تھا لعل یمن پھول

کیا کہتا ہے اُس قد کا کہین آپکو ہمسر
قمری کی طرح سرو پہ ہے قہقہہ زن پھول

اعجاز سے کچھ اُسکے یہ دشوار نہین ہے
پتھر کا اگر پھول ہو پتھر کا بدن پھول

دکھلائین کرامت اگر اُس کوچہ کے ذرے
سورج کی طرح دیکھا کرین روز گہن پھول

چھڑکے نہ اگر باد صبا اُس کا پسینہ
سونگھے نہ کوئی مرد نہ سونگھے کوئی زن پھول

اُس روضۂ اقدس کے جو انوار چُنے ہین
دکھلاتے ہین خورشید کو روز اپنی چھبن پھول

اعجاز سے گر چشم کرے اُنکی اشارا
اوڑتے پھرین صحرا مین ابھی بنکے ہرن پھول

برباد ہوا رعب سے جو کفر کا گلزار
منقار مین پھرتے ہین لیئے زاغ و زغن پھول

ہر اک کی زبان لال ہوا وصف مین اُسکے
سرو و سمن و نرگس و سوسن مین غنچہ بن پھول

اللہ کرے روضۂ پر نور کے اے صدق
محشر مین مرے سر پہ رہین سایہ فگن پھول

کیا جھکی تسلیم ہی شاہا تیری تسلیم کو
اوٹھ کھڑی ہوتی ہی خود تعظیم بھی تعظیم کو

شوق تھا تیرا بہت جو احمد بے میم کو
تجھکو پیدا کرکے پھر پیدا کیا تقدیم کو

آب زمزم کو ملی کعبہ مین تجھ سے آبرو
اور جنت مین روانی کوثر و تسنیم کو

دل مین آتا ہی جو تیری وصف لکھنے کا خیال
دیکھتے ہین ہم قلم کو اور قلم ترقیم کو

ذات اقدس مین بہم ہین دونون امکان و وجوب
جای آغوش احد مین یون ملی ہی میم کو

گر ہو منشور قضا پر کچھ تعمل آپ کو
بھیجدے دار القضا مین حکم کی ترمیم کو

سجدے کرتے ہین ملایک روضۂ اقدس کے گرد
ختم تیری ذات پر حق نے کیا تکریم کو

دست وہمت کو ترے حد تجاوز سے کشش
ورنہ چاہے جوہر فرد اپنی خود تقسیم کو

دین ہی اللہ کی وہ جسکو چاہے دے فروغ
ملگیا تجھسا جہان افروز ہفت اقلیم کو

کعبہ مین آئی ترے فیض عبادت سے بہار
دیکھتا ہے خلد بھی گلزار ابراہیم کو

ہے ازل سے تا ابد حاجت روائے دو جہان
ہاتھ سے تیرے ملا کیا کیا نہ کچھ تقسیم کو

عرش و کرسی پر ہے کوئی تجھسا شاہ نامور
فخر ہو کیون ہفت گردون پر نہ ہفت اقلیم کو

اک جہان تیری لواہی سے جو ہی زیر و زبر
جام مے مین سر کے کٹنے کا خطر ہی جیم کو

دست ہمت نے تری روز ازل ای کان جود
زرد روئی زر کو بخشی رو سفیدی سیم کو

کاہنون کو زائچہ سے تیرے لاکھون انتشار
حیرتین نیک اختری سے صاحب تنجیم کو

تیرے طالع سے اوڑہی اختر شناسون کی حواس
کیا تعجب ذرون سے کھینچین اگر تقویم کو

عالمون کے مرتبے ہین انبیا کے مرتبے
کیا اثر بخشا خدا نے آپ کی تعلیم کو

تیرے کوچہ کا گدا ایک ایک شاہنشاہ ہے
اشک سے اعزاز سے کچکول کے دیہیم کو

آپ ہی کی ذات پر ہی میرا جو کچھ ہی حساب
عمر لاؤن مین کہان سے قبر مین تفہیم کو

بادۂ حب نبی سے رات دن سرشار ہین
پوچھتا ہے محتسب ہمسے امید و بیم کو

تیرا روضہ دیکھکر رضوان کو جو غش آگیا
لیگیا فردوس وہان سے لخلخہ تشمیم کو

تیری زلفون سے شب معراج کا خوشبو دماغ
تیرے جلوہ سے شرف روز امید و بیم کو

قبر مین پوچھین گے گر بعد از احد احمد کا نام
صدق ہم رکھدین گے آغوش احد مین میم کو

ڈنکا ہوا جو اُس کی ولادت کا پیر کو — منکر کھڑے پکارتے تھے اپنے پیر کو
عزیٰ جانتے تھے جو کہ صنم کو قدیم سے — شرمائے سُنکے نام خدائے قدیر کو
لرزا چڑھا جو ناریونکو اُسکے عہد مین — مالک نے پھونکا شعلۂ نار سمیر کو
اُمّت کو اُسکی دیکھ کے کہتے ہین ذی کمال — عالم بنایا اُمّی نے جمّ غفیر کو
آتشکدے جو سرد ہوئے اُسکے رعب سے — مالک بھی دیکھنے لگا نار سعیر کو
یہ دونون وصف ہوتے نہ گر اُسکی ذات مین — کوئی بھی پوچھتا نہ یتیم و یسیر کو
وہ نور جلوہ گر تھا نہ جبتک نگاہ مین — ہر اک سے تھا حجاب خدائے قدیر کو
جس سرزمین پہ تھا وہ گل اندام گلفشان — ابتک ہے رشک خاک سے اُسکی عبیر کو
سایہ بھی تھا نہ جسم مبارک کا جلوہ گر — غیرت یہ شرک سے تھی شہ بے نظیر کو
منظور خود نمائی تھی ربّ قدیر کو — پیدا کیا جناب بشیر و نذیر کو
گر پوچھتا ہون کس کے لئیے ہے مرا ضمیر — سب پھیرتے ہین آپکی جانب ضمیر کو
رتبہ ملا یہ فقر کو دربار سے ترے — کہتا ہے شاہ ادنے و اعلےٰ فقیر کو
حاصل ہوا ہی تیری ولادت سے یہ شرف — کہتے ہین طفل و پیر و جوان پیر پیر کو
ہوتا اگر نہ ختم نبوت کا سلسلہ — کہتے نبی نبی ترے ہر اک وزیر کو
سہمے ہوے ہین رعب سے تیری یہ کجنہاد — گوشو مین رکھدیا ہی کمانون نے تیر کو
جامہ مین اپنے پھولے سماتے نہین بشر — جب سے سنا ہے اُسکی صدا بشیر کو
میکال دست بستہ ہی حاضر حضور مین — جبریل بوسہ دیتے ہین پائے سریر کو

کیا جانے کیا کرے ترے اوصاف مین رقم
مدت سے خامہ دیکھ رہا ہے دبیر کو

نقش قدم کے بوسہ کا آئے اگر خیال
ذرّے دکھائین آئینہ مہرِ منیر کو

لکھنے کو گر کہے تیرے اوصاف کے کوئی
دیکھے دبیر خامہ کو خامہ دبیر کو

آگے ترے بتون نے خدا جانے کیا کہا
لرزا چڑھا ہی سنگ تراشون کے پیر کو

لات و منات سجدہ کو باؤمین گر پڑی
جب دوش پر چڑھایا جناب امیر کو

الفقر فخری سے جو ہوئے لب گہر فشان
حسرت سے دیکھتے تھے تونگر فقیر کو

سُرمہ جو تیری خاک قدم کا نصیب ہو
بینائی آکے بوسہ دے چشم ضریر کو

ڈالے کمانکے ناک مین سو سو طرح کے تیر
سیدھا اگر کرے نہ ترا رعب تیر کو

خالق کو تیری مدح جو سن لے شوق ہے
آب بقا سے گوندھا ہے تیرے خمیر کو

سایہ سے تیرے کیونکہ نظر کو فروغ ہو
علم خدا مین جا ہی نہین اس نظیر کو

کافر کی تشنگی پہ جو آئے ترس تجھے
دکھلائے اپنی آب مین شمشیر شیر کو

غل لالہ کا جو ہوا تیرے عہد مین
بت بت کے دیکھنے لگا حال تغیر کو

تیرے سوا نظر کوئی آئے نہ دوسرا
ڈھونڈھے کوئی جہانمین جو تیری نظیر کو

جس نطفہ مین نہو تری الفت کا کچھ اثر
دایا ملائے اُسکے لئے زہر و شیر کو

ایسا اوڑا دیا تری ہیبت نے شرک کو
عنقا پھرے ہے دیکھتا اپنی نظیر کو

ابرو پہ بل پڑے جو کبھی پر کمان کی
پڑ جائے اپنی جان کی ہر گوشہ گیر کو

بخشے نہ گر جلا ترے نقش قدم کی خاک
اندھے سے ہو حجاب نگاہ بصیر کو

یہ خیر ہے کہ تجھکو ترحم پہ ہے نظر
ورنہ اجل دیت دے یتیم و یسیر کو

کاغذ سیاہ کرتے ہین کیون کاتب عمل
حق جانتا ہے آپکے ما فی الضمیر کو

دانہ گرے زمین پہ اگر رائی کے خلاف
برسے نہ کفر پر جو ترا شعلۂ غضب
ہٹ مٹ گئے بت اپنی خدائی کو دیکھکر
کیا منہ جو تیری وصف مین کھولی کوئی زبان
ہے صدق کی غلامون سے حضرت کے التجا

تا سیر برق کی ملے ابر مطیر کو
دوزخ سے کھینچ لائے شرارت شریر کو
اولٹا جو تو نے تخت ضلالت پذیر کو
منہ مین لئے ہوئے ہی قلم بھی صریر کو
محشر مین ساتھ لے کے چلین اس حقیر کو

تضمین

انجام اپنا پوچھین اگر تجھسے اشقیا
بڑہنے کا غم جو انکو ہو گھٹنے کا پیر کو

صدق

صدق — ناسخ

چراغ ایوان آفرین کا
مدار افلاک اور زمین کا
خلاصہ ہر فرد مرسلین کا
یہ نور ہے روئے مہ جبین کا

فروغ ایمان اور یقین کا
مشیر کل عقل دوربین کا
نہ پوچھو کچھ وصف شاہدین کا
کہ ہو خجل چاند چودھوین کا

جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا
وہ ایک نافہ ہے مشک چین کا

صدق — ناسخ

جہاد مین تھے رسول اکرم
اسی پہ تھے اہل کفر باہم
بچین گے ہاتون سے اسکے کیا ہم
یہ ساعدونکا ہے اسکے عالم

لرز رہا تھا کفن مین رستم
قیامت اس سے نہین ہے کچھ کم
کسی مین ایسا نہین ہے دم خم
کہ جس نے دیکھے ہوا وہ بیدم

نیام تیغ قضائے مبرم
لقب ہے قاتل کی آستین کا

نہین جو دیکھا وہ روے انور	صدق	تپ جدائی نے پھونکا اکثر
ہر ایک نالہ ہے شعلہ پرور		گمان شرر کا ہے موی تن پر
پناہ مانگے نکیونکہ اخگر		اٹھایا سوز جگر نے یہ سر
اگر ہو پھاہا پر سمندر	ناسخ	یقین ہی ہو خاک دم مین جلکر

سنا جو ہو آفتاب محشر
کھنڈ ہے داغ آتشین کا

ہوا ہون شاہ جہان شیرین	صدق	فصیح ملک بیان شیرین
گہر فشان لسان شیرین		سخن طراز گمان شیرین
کلام مین ہون روان شیرین		سنو مری داستان شیرین
زبسکہ وصف دہان شیرین	ناسخ	رہا ہے درد زبان شیرین

بدن مین جب تک ہے جان شیرین
مزا دہن مین ہے انگبین کا

نثار رنگت پہ رخ کی بلبل	صدق	شگفتگی کا ہے وہ توسل
چمن مین اسکا ہے ہر طرف غل		بہار دیکھے جو وہ تجمل
پڑھے ہزارون ہی پھول پر قل		یقین ہی اسمین نہین تامل
وہ چشم نرگس ہے زینت گل	ناسخ	وہ زلف پیچان ہی رشک سنبل

عذار مین ہے شہامت گل
بدن مین عالم ہے یاسمین کا

کرم ہو اس برترین نبی کا	صدق	ستم کشیدہ ہون دل لگی کا

خضر ہون صحرا سے گم رہی کا
نہ پونچھ کچھ حال میرے جی کا
بُرا ہو بدبخت عاشقی کا

ناسخ

طریق نیکون کا کچھ نہ سیکھا
یہ شور و افغان ہی ہر گھڑی کا
نہ دین ہو برباد یون کسی کا

بنا ہے عشق بتا مین ٹیکا
نشان سجدہ مری جبین کا

صدق

نہ دیکھی ہو وہ جو شان اکرم
فلک پہ پہونچی صدائے ماتم
جگر مین ہین لاکھ نشتر غم
یہ جوش پر یان ہے اشک ماتم

ناسخ

عجب طبیعت کا کچھ ہے عالم
رہے کسی سے نہ کام کے ہم
نہ پوچھو کچھ حال ہم سے ہمدم
کہ ساتون دریا ہین قطرے سے کم

جسے کہ کہتے ہین سب جہنم
شرر ہے اک آہ آتشین کا

صدق

نہین جو دیکھا وہ روی خندان
برنگ نرگس ہے چشم حیران
مجھی پہ موقوف کچھ نہین یان
زبسکہ ہے جوش داغ ہجران

ناسخ

جگر ہے زخمون سے گل بدامان
مثال سنبل ہین مو پریشان
ہر ایک کا ہے یہ شور و افغان
ہوا مرا سینہ باغ رضوان

برائے گلگشت جائے غلمان
خیال پڑتا ہے اک حسین کا

صدق

کہلین ہین تختہ جو گلستان سے
اے صدق کیجے نظر جہان سے
بیان رنگین ہو اس بیان سے
طمع ہے الطاف دوستان سے

ناسخ

ہین وصف سلطان دو جہان سے
شگفتہ مضمون ہین ارغوان سے
صدا ہے یہ بلبل جنان سے
کہ اتنا فرمائین سب زبان سے

کیا ہے ناسخ نے آسمان سے
بلند تر رتبہ اس زمین کا *

جو آئے سید کونین لامکان ہو کر
زمین اوچھلنے لگی ہاتون آسمان ہو کر

جو لائے دِیر مین تشریف قبلۂ عالم
خدا ہی جانے کہ آئے کہان کہان ہو کر

عبث ہے دغدغہ خورشید روز محشر کا
وہ بھول جائینگے کیا ہمکو مہربان ہو کر

بتون سے آنکھ لڑائے جو اُسکے دورہ مین
چبھے نگاہ وہین آنکھ مین سنان ہو کر

اگر ہو اُسکا اشارہ بتون کی ابرو کو
خدنگ کفر پہ برسائے وہ کمان ہو کر

برعکس ما ہے کے گر اک قدم رکھے خورشید
شعاعین پانونمین پڑ جائین بیڑیان ہو کر

کرین نگاہ نہ اُس روضہ کے اگر گلچین
بہار خاک اوڑاتی پھرے خزان ہو کر

ہین اُسکے وصف مین لب بند عقل اوّل کے
ہمارے مُنہ مین کہو کیا کرے زبان ہو کر

جناب باری کو خاطر ہے آپ کی منظور
گناہ گارون کا کیا ہو گا پھر بیان ہو کر

ہزار حیف کہ ہم تو اگر مگر مین رہے
کبھی کا آ بھی گیا وہان سے کاروان ہو کر

نکال کوچہ سے اُسکے نہ اے اجل مجھکو
مین جان نہین کہ جو آؤن نہ پھر روان ہو کر

ہر اک سمت بتون مین ہے لا الٰہ کا شور
جو پھیلا جسمون مین اعجاز اُسکا جان ہو کر

زمانہ دیکھے گا فرمائینگے جو لطف و کرم
ہمارے اور خدا کے وہ درمیان ہو کر

عبور حق سے نے دیا اُسکو علم باطن پر
رہیگا راز نہ اُس سے کوئی نہان ہو کر

ہے اُسکے رعب سے آتش پرستونکو سکتہ
گھٹا ہوا ہے نفس سینہ مین دہوان ہو کر

خیال آتا نہ خُلد برین کا رضوان کو
در حضور پہ رہتا جو پاسبان ہو کر

جو راستہ قدم خاص سے ہی فیض پذیر
زمین پہ پانون نہین رکھتا وہ جنان ہو کر

ہمارے پلہ پہ کیونکر نہ اُسکا دامن ہو
بچایا نوح کی کشتی کو بادبان ہو کر

نہ اُسکے وصف کے قابل ملا کوئی مضمون
پھر آیا عرش برین تک مرا گمان ہو کر

ہوا جو سر مین بہری اُس طرف کے چلنے کی
گناہ راہ مین اوڑتے گئے دہوان ہوکر

تمام نعمتین جنت کی لوٹ لین ہمنے
فراغ بال ہین حضرت کے مہمان ہوکر

ہے اُسکے رعب شریعت سے کفر زیروزبر
بدن مین رونگٹے چبھتے ہین برچھیان ہوکر

دماغ صدق کا پہنچا ہے عرش اعلیٰ پر
زمین پہ پانؤن نہین رکھتا مدح خوان ہوکر

سرسبز ہے نعت فلک آہنگ مین تنکا
طوبیٰ سے زیادہ ہی ہراک رنگ مین تنکا

بستہ ہوا نعت کے جو ڈھنگ مین تنکا
اُولجھا ہوا ہے چادر ارژنگ مین تنکا

بندہتا نہین نعت فلک آہنگ مین تنکا
کیا آن پہنسا قافیۂ تنگ مین تنکا

کچھ دور نہین ہے ترے اعجاز سے شاہا
تنکے مین اگر سنگ ہو اور سنگ مین تنکا

دیکھین قدر اندازیان جو تیر کے تیرے
دانتون مین لیا کافرون نے جنگ مین تنکا

مژگان سے ترے کوچہ کی جاروب بناؤن
کانٹا سا کھٹکتا ہے دل تنگ مین تنکا

کیا راہ تری صاف ہے اس راہ کی قربان
یان میل نہ منزل مین نہ فرسنگ مین تنکا

دیکھی جو ترے دست مبارک کی تجلّی
ہر شمع ہوئی سوکھ کے ہمرنگ مین تنکا

ثابت ہوا یہ چوب کی گویائی سے سبکو
تو چاہے تو گویا ہو اک آہنگ مین تنکا

ہے کیف جنہین جام مئے حبّ نبی سے
کرتے ہین وہ چشم قدح بنگ مین تنکا

اے شاہ مجھے تیری شفاعت پہ نظر ہے
ہے کوہ مرے بار کے پاسنگ مین تنکا

اے چرخ اگر لاغری پہ میری نظر ہے
ہون راہ جناب فلک اورنگ مین تنکا

تیرون نے ترے دین کی دل افروزی کی خاطر
کافر کے کیا دیدۂ بےننگ مین تنکا

برسون جو اوڑا ہے تری الفت کی ہوا مین
ہے چین بجبین بندہنے سے آژنگ مین تنکا

باندھی یہ ہوا تیری منہابی کی صدا نے
ہے اب دہن صاحب سارنگ مین تنکا

بدعت کے ہوئے ساز ترے دور مین بیکار
گویا ہے ہراک تار کف چنگ مین تنکا

یون ڈھونڈتی پھرتی ہی نظر چشمون مین تجھکو
جس طرح سے تیری عمن و گنگ مین تنکا

دیکھا جو نظر نے نہین وہ روے منور
ہے آنکھ کے آئینہ پہ زنگ مین تنکا

دم لشکر اعدا کا ترے رعب سے سوکھا
ہر تارِ نفس ہے تن سرہنگ مین تنکا

گر راے سے تیری نہ چلے بادِ سبک خیز
ہرگز نہ ملے چرخ کے نیرنگ مین تنکا

اندیشہ جو چل سکتا نہین راہ مین تیری
ہے سوکھ کے فکرِ قدمِ لنگ مین تنکا

زردی جو ترے کوچے کے مہجورونکی دیکھی
ہر ریشہ ہوا سوکھ کے نارنگ مین تنکا

اے صدق مجھے قبر کے تنکے کا خطر کیا
ہون سوکھ کے عشق شہ فرہنگ مین تنکا

ڈوبا ہوا ہے لغت کے جو رنگ مین تنکا
ہے لعل یمن سے بھی فزون سنگ مین تنکا

بلبل سے بیان نعت کے مضمون نہین ہوتے
ہین سوکھ کے مرغان خوش آہنگ مین تنکا

دکھلائے اگر دست مبارک یدِ بیضا
ہر شمع بنے دیدۂ مہ رنگ مین تنکا

جاروب ہے کوچہ کی تری جسکو شرف ہے
ہے میل وہ چشم شہ اورنگ مین تنکا

جو راہ مین تیری ہین وہ آفت سے بری ہین
الجھا نہ کبھی دامن فرسنگ مین تنکا

جو خاک ترے کوچہ کی ملتے ہین جبین پر
ہون سوکھ کے وہ چادرِ ارژنگ مین تنکا

شمشیر کی بجلی جو گری اہل خطا پر
باقی نہ رہا خانۂ سرہنگ مین تنکا

تفصیل پہ آجائے اگر تیری طبیعت
کم کوہ گران سے نہو پھر سنگ مین تنکا

بدکیش تری رعب عدالت سے سبک ہین
کچھ دور نہین تیر ہو گر جنگ مین تنکا

تشریف وہ لانے کو ہین کہدو یہ صبا سے
باقی نہ رہے دامن فرسنگ مین تنکا

مژگان کو ترے تار شعاعی کہون کیونکر
ہے چرخ زر اندوز کے نیرنگ مین تنکا

اے شاہ اگر پلہ پہ ہو تیری عنایت
ہرگز نہ جلے آتش گلرنگ مین تنکا

کافر کوئی ہوتا نہ تری تیغ سے جان بر
پر تھا دہن فرقۂ بے ننگ مین تنکا

اے شاہ اگر سایہ پڑے حلم کا تیرے — ہو کوہ گران سے بھی سوا سنگ مین تنکا
نظرون مین ترے خادم درگاہ کی شاہا — ہے تار کلاہ شہ اورنگ مین تنکا
جو دور ہین کوچہ سے ترے ای شہ والا — دل چاک ہے اور گیسوی شب رنگ مین تنکا

اے صدق صدا صلے علیٰ کی ہے فلک سے
کیا خوب لکھا قافیۂ تنگ مین تنکا

سب رسولون مین ترا حسن و جمال اچھا ہے — خاص اچھون سے بھی اچھا ہے کمال اچھا ہے
آئینہ مین رخ انور کا خیال اچھا ہے — آپ ہی اپنی تو صورت کی مثال اچھا ہے
مر رہون کوچہ مین تیرے تو کمال اچھا ہے — ہجر کا جسم مین نہین ڈر وہ وصال اچھا ہے
نرگس چشم کا بیمار کمال اچھا ہے — پوچھتے آتے ہین عیسیٰ بھی کہ حال اچھا ہے
آپ کے ناخن پا کو نہین دیکھا شاید — چرخ کو ناز ہے اس پر کہ ہلال اچھا ہے
سرو قامت کو ترے دیکھ کے کہتے ہین ملک — گلشن باغ رسالت مین نہال اچھا ہے
پتلی والشمس کی آنکھونکی سویدا دل کا — مصحف رخ پہ عجب نقطۂ خال اچھا ہے
آپ کا جب ہوا اس عالم امکان مین ظہور — ماہ اور مشتری کہتے تھے یہ سال اچھا ہے
الف الحمد کا کہتا ہے ترے قامت کو — آئینۂ رحمت ایجاد پہ دال اچھا ہے
اسلئے آپ کا سایہ نہ بنایا حق نے — جو ہو محبوب وہ بے مثل و مثال اچھا ہے
ایسی تقدیر کہان پہنچون اگر روضہ پر — دل کے بہلانیکو لیکن یہ خیال اچھا ہے
آکے کہتے ہین مدینہ مین یہ جبریل امین — بخت یاور ہو تو رہنے کو محال اچھا ہے
تیرے الطاف کے قربان تری رحمت کے نثار — حشر مین سب سے سرا جاہ و جلال اچھا ہے
آپ کے نام سے آجاتی ہے پھر جان مین جان — کیا نکیرین کا انداز سوال اچھا ہے
رہنے والونکے ترے کوچہ کی ہے دور بلا — چشم بد دور ہر اک خوش ہے مآل اچھا ہے

ابر رحمت ہی مری آنکھون کی دامن مین نہان
عیش و عشرت سے مرا رنج و ملال اچھا ہے

قبر مین آپکے آنے کی خبر سنتا ہون
کوکب عمر ہو گر صرف زوال اچھا ہے

رات دن جرم کو بھی تیری شفاعت کی تلاش
بار عصیان کا مرے سر پہ وبال اچھا ہے

چوب گویا ہوئی باتون کو تری سن سن کے
کچھ مسیحا سے بھی انداز مقال اچھا ہے

کنگرہ پر ترے اوصاف کے اوڑنا معلوم
طایر فہم رسا بے پر و بال اچھا ہے

عرش سے پوچھے مدینہ کی بزرگی کوئی
کاسۂ زر سے جہان جام سفال اچھا ہے

اپنے کچھ اچھے برے سے نہین مطلب مجھکو
آپکی جسمین خوشی ہو وہی حال اچھا ہے

صدق کچھ اور بھی فرمائیے از بہر خدا
طرح اچھی غزل اچھی ہی خیال اچھا ہے

ہے بڑا پر تری ہیبت سے کمال اچھا ہی
کفر کے سر کو دبائے ہی وبال اچھا ہے

تیرے خدام جو ٹھکرائین کمال اچھا ہی
کاسۂ سر مین مرے آئین جو بال اچھا ہے

جسپہ ہے چشم عنایت وہ کمال اچھا ہی
دام سے جسکو چھوڑا یا وہ غزال اچھا ہے

چشم بد دور یہ کرتی ہے اشارا نرگس
سرمگین چشم کا بیمار کمال اچھا ہے

آپ پر کیونکہ نہ عاشق ہو جمیلون کا جمیل
شکل اچھی ہے طرح اچھی جمال اچھا ہے

تیرے خدام کی مجلس کی شب افروزی کو
ماہ مین گر نہو نقصان کمال اچھا ہے

قدم پاک پہ جھک کر نہوا جسکو فروغ
ایسے سرتاج سی تو سر پہ وبال اچھا ہے

غم نہین راہ مین تیرے ہون اگر آبلہ پا
جسکا انجام ہو عشرت وہ ملال اچھا ہے

ذرہ بنکر ترے کوچہ کا نہ چمکا اک دن
گر ہو خورشید گرفتار زوال اچھا ہے

وہ نبی پوچھین گے مین نام مبارک لونگا
کیا ہی مرقد کا جواب اور سوال اچھا ہے

جو اشارہ مین چلا آیا شہ والا کے
سرو گلزار جنان مین وہ نہال اچھا ہے

کرتے ہین حجتین ناحق کی تری امت سے
گر زبانین ہون نکیرین کی لال اچھا ہے

رشک ہو کیون نہ رسولون کو تری اُمت کا
دیکھتے ہین جسے ہم اُسکا مآل اچھا ہے

روز مرتے رہین جنت کی ہوس مین زاہد
مجھکو یہہ آپکا ارمان وصال اچھا ہے

لب کوثر پہ یہہ فرمائینگے اُمت کو جناب
پیاسا جائے نکوئی آب زلال اچھا ہے

واہ کیا خال ہی ابرو کے تلے صلے علے
چشم بد دور یہہ مسجد مین بلال اچھا ہے

آئینہ عکس لئے سب کو دکھاتا پھرتا
کہ نہین ہی کوئی حضرت کی مثال اچھا ہے

کیون نہ ہر اک کی نظر مجھپہ پڑی محشر مین
دولت حب نبی پاس ہی مال اچھا ہے

فکر مین روز جزا کی رہون کیون سینہ فگار
صدق مداح نبی ہون مرا حال اچھا ہے

کعبہ کی ہے بنیاد بنائے در احمد
ہین جن و بشر ناصیہ سائے در احمد

نعلین پہ سر رکھتے ہین شاہان اولی العزم
کیا شان ہی قربان گدائے در احمد

ہے صلے علے بلبل سدرہ کی زبان پر
مرغان چمن نغمہ سرائے در احمد

رضوان نے سمجھ رکھا ہی کیا جانے مجھے کیا
رتبہ دیتا ہی جو فردوس بجائے در احمد

زاہد کو مبارک رہے کیا کام ہے مجھکو
گر اور ہے فردوس سوائے در احمد

کعبہ کے ستون کہتے ہین حجاج سے ملکر
لیجائے کوئی ہمکو بجائے در احمد

کرسی کا عجب رتبہ عجب عرش کا پایا
قربان ہی کوئی کوئی فدائے در احمد

میکائل ہی جاروب کشی کے لئے حاضر
جبرئیل امین ناصیہ سائے در احمد

تقریر مین میری ہی مزا صلے علے کا
گویا ہے زبان بہر ثنائے در احمد

جھک جھک کے لئے عرش نے کس دہلی کے بوسے
دربان ہین ملک کسکے سوائے در احمد

وعدہ شرر افروزی کا ہی نار سقر سے
اللہ نہ کافر کو دکھائے در احمد

کہتا ہی جہان عرش سے اور عرش جہان سے
رکھدیتا کوئی ہمکو بجائے در احمد

جنت کے دریچون مین اگر جلتے ہین جبرئیل
رو رو کے یہہ کہتے ہین کہ ہائے در احمد

پوچھینگے اگر حشر مین کیا لایا ہی الصدق
کہدونگا کہ اشعار ثنائے در احمد

تہ و بالا ہوا بتخانہ تیری ایک ٹھوکر مین — ہزارون بال آئی خودسرون کے کاسۂ سر مین
تری معجز نمائی سے محمد یا رسول اللہ — ہوئے پتھر کے ٹکڑے گویا دست کفر پرور مین
لکھا تیرے براقِ بادپا کا وصف چالاکی — عیان ہی نقشۂ نبض جہندہ تارِ سطر مین
ترے اعدا کی سرگردانیون کو جو کوئی لکھے — دوائر چنبر گردون کی صورت آئین چکر مین
وفور آب آتش وصف تیری تیغ سا شاہا — اگر ہوگا تو ہوگا حاسدون کے دیدۂ تر مین
ترا وہ حکم نافذ ہے جو تو چاہے تو پیدا ہو — صدف آتش کدہ مین اور سمندر بھی سمندر مین
جلائے گر کوئی اسپند حاسد کے لئے تیرے — یقین ہی چشم بد ہو جائے ہر اک دانہ مجمر مین
اثر کرتی نہین ہی آگ پانی مین کبھی لیکن — ترے رعب غضب سے خشک پایا آب خنجر مین
تری فرقت گوارا تھی نہ ذاتِ کبریائی کو — تجھے اسواسطے پیدا کیا عہد موخر مین
اگر ہوتا نہ تیرا دست رحمت خلق کا ضامن — وہی آتش جلاتی کافرون کو ہی جو پتھر مین
نہونا سایہ کا اچھی دلیل حصر ہاتھ آئی — نہ تھا تیرا مقابل دوسرا اللہ کے گھر مین
ظہور شکل ممکن ممتنع سے ہو جو تو چاہے — برنگ عکس و آئینہ غرض داخل ہو جوہر مین
پڑے تیرے اگر دستِ دو عالم بخش کا سایا — روانی آبِ دریا کی ہو آب خشک گوہر مین
پڑا اک ظالمون مین تہلکا ابلیس گھبرایا — بجا کوس عدالت شاہِ دین جب تیرے لشکر مین
چمن پیرائے عالم عدل نامی جب سے ہے تیرا — الگ سوتا ہی فتنہ چین سے پھولونکی چادر مین
ترے رعب حفاظت سے سراسیمہ ہوئے موذی — چھپے ہین باز و شاہین خانۂ کبک و کبوتر مین
حفاظت یہ کہ اب چڑیا سمجھکر چھت قلابہ — خوشی سے بیٹھتی ہی چنگل باز سبک پر مین

جزا بر مرگ کے ہے بیہوشی یہ نہی نے تیری	اثر زہراب کا بخشا شراب روح پروریں
یہ خوف نہی ہے تیرا کہ زردی چھائی منہ پر	کہ ماخذ می کا رز اور اُسکی صورت ہے عیان زریں
مناہی سے ترے باز آئے میکش مے پرستی سے	بطِ مے کہتی ہے اوڑ جاؤں طاقت ہو اگر پریں
بخوف شرع ہے انگور دانہ شیشۂ صہبا	چھپی بنت العنب پھر آکے باہر بطن مادریں
ثنا جب سے لکھی ہے قائل الفقر فخری کی	عروس فکر کو راحت نہیں ہے حجلہ زریں
زہے اُمّی زبانِ تیغ سے کرتا رہا مشتق	وہ داخل گردن دشمن کو کرکے حدِ مصدریں

سخن میرا ہے نفخ صور اوّل منکر دین کو
عجب الصدق کیا مصروف ہوں نعت پیمبر میں

دبالخیر سمہ جیر

نقرات و قطعات تاریخ از تصنیف محرم اسرارِ جبروتی مہبط انوار لاہوتی مشرق آفتاب ہمہ دانی حافظ امداد حسین صاحب ظہور عرفانی رئیس میرٹھ

سبحان اللہ کیا عالی کلام ہے - کیا ندرت آغاز و طرفگی فرجام ہے شعر زفرق تا بقدم ہرکجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست * نذر سرور کائنات - نفحات فیض بے انتہا -
۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸
مفاتیح فیض بی انتہا - چراغ نور عین حرمین - حصن حصین فیض آثار - سپاس بیقیاس خسرو کوثر
۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸
شرح خطاب مستطاب نبی الوری - شان جمالِ پیغمبر والامقام - چتر خورشید دین اعلی - لکھوں یا
۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸
جلوۂ اوج شرفِ پیغمبری - بشارت آمد شریف عصر - خورشید اوج خلد حصول - مخزن فیض اندرون -
۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸
چمن عشرتِ مبین خلق - ساغر دلفریب ہوش - مخزن انوار ملاذ العلما - قبول خاطر فیاض جہان -
۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸ ۹۸ ۱۸
مہبط فیض خیر الناس - کہوں
۹۸ ۱۸

قطعہ تاریخ طبع

ہی عجب طرفہ طرز نظم لطیف	جلوۂ گلشن بہارِ صفات
بادا ے ادا و حسن ظہور	بلبل بوستان جمع ہر ذات

۹۸ ۶ ۱۹

دیگر

جناب صدق نے باطرز طرفہ | لکھی باشد و مد جیب دلربا نظم
ہوا نادر ظہور جلوہ سال | لب اوج فخر سے خوشنا نظم

١٨ ٩٩

دیگر

چون رقم زد صدق میلاد شہ کون و مکان | باہمہ حسن ارادت باطراز شد و مد
گفت عرفانی سرشار شراب ذوق و شوق | ہست آمنا صدقنا شغل اللہ الصمد

٩٩ ٦ ١٨

دیگر

ہے کیا کلام صدق پر انوار و جلوہ ریز | ہی شش جہت مین روشنی شمع بزم طور
اور عرش سے بلند منادی کی ہی ندا | ہے مولد حبیب خدا خوب ای ظہور

١٥ ٥ ١٣

دیگر

ہی کیا طرفہ نام خدا | وصف جمال نبی کریم
لائے ہی تازہ رنگ ظہور | صبح بہار عرش عظیم

٩٩ ٦ ١٨

قطعہ تاریخ تصنیف میلاد

بہار آرای گلزار سخن صدق | چو شد تازہ ظہور آرای مدحت
بر آمد از لب الحمد للہ | تعالی اللہ زہی مہر نبوت

١٣٠٢

ریختہ خامہ گوہر بار ثریا نثار یکہ تاز مضمار سخندانی چہرہ آرائی شاہد بیان و معانی زیب وسادہ سخن سنجی و نکتہ دانی بالانشین مسند شیوا بیانی ناثر و ناظم بے نظیر و ثانی رشک انوری و خاقانی سید محمد مرتضی صاحب بیان ویزدانی رئیس شہر میرٹھ

طبع کی نعت رسول دو جہان
ہو تو یونکی کان ہے میزان فکر
ہین اشارات ثنا وجہ شفا
رنگ الفت مین ہی با مہر و وفا
چار سو پھیلی مسدس کی شعاع
طبع مجبولی سے کیون نامی نہو
اک نشین تاریخ ہوا سکا شریک

صدق ہی مطبوع دوران صدق ہے
کیا سخن سنج و سخندان صدق ہی
ہان اشارت باعلیحان صدق ہی
گلشن لطف فراوان صدق ہی
شش جہت مین جلوہ افشان صدق ہے
عاشق محبوب سبحان صدق ہے
واقعی یکتائے گیہان صدق ہے

نعت کے مضمون مین تا ہی عرش کے
صبح صادق ہی تجلائے سخن
جوہر آئینہ صدق و صفا
کی قلم سے نعت مین گلوہر زبان
نسخہ ہی از رنگ نعت مصطفا
صورت حسان دکھایا حسن نعت
کیون نہو تاریخ تحسین بیان

سر بلند اوج کیوان صدق ہی
مطلع خورشید عرفان صدق ہی
صدق ہی ہان صدق ہی ہان صدق ہے
مثل گلچین گل بدامان صدق ہے
نقش بند لوح امکان صدق ہے
محسن ارباب ایمان صدق ہے
ثابت آے دل ہی کہ حسان صدق ہے

از نتائج فصیح و بلیغ صاحب فکر رسا جناب منشی مفتی محمد عطا صاحب عطا ساکن شہر مرادآباد

جیب ہے ہے مہر نبوت جلوہ گر | پڑھتے ہین صل علی جن و بشر
ہین جناب صدق جو عالی ذکا | انکے چاغ فکر کا ہے یہ ثمر

وہ مضامین نعت کے روشن کیے / کور جس سے چشم حاسد کی نظر
وصف انکا ہو سکے کس سے بیان / شاعران نامورین تاجور
ای عطا از روئی ایمان اسکا سن / اختر ایمان چھپا ترقیم کر
۱۳۱۵ھ

طرۂ دستار حکمت درۃ التاج طبابت ماہر علوم خفی و جلی جناب حکیم محمد مقرب حسین خان صاحب غنی مترجم بوستان خیال و مالک اخبار پولیس نیوز و اخبار عالم رئیس و ممبر میونسپلٹی میرٹھ

جناب صدق سخن سنج ذی شکوہ جلیل / بچشم زحل کشیدہ نگاہ کلکش میل
چو نظم کرد بیان ظہور شاہ ھدا / نمود وجد بہر لفظ حضرت جبریل
متانت سخن دل پذیر صل علے / برائے دین رسول کریم طرفہ دلیل
بہر سخن کہ بگوئے مہارتے دارد / خصوص در فن تاریخ بر ہمہ تفضیل
غنی بسفت پے طبع گوہر مضمون / خزینۂ درار زندۂ صواب جلیل
۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ ریختہ کلک جواہر سلک ناظم بیمثل و مثال شیدای حبیب ذوالجلال عالم علوم جامع فنون شیفتہ رسول کریم حضرت حکیم منشی محمد عبد الرحیم صاحب فدائی رئیس قصبہ دبائی ضلع بلندشہر

کلام صدق مداح نبی خوش لذتے دارد / کہ از الفاظ پاکش آشکارا شان ہو بی
فدائی متفق با من نشد در فکر تاریخش / بگفتم مخزن تحقیق گفتا مخزن خوبی
۱۳۱۵ھ ۱۳۱۵ھ

دیگر

تصنیف جناب صدق واللہ / پر نور ز مدحت رسول ست
تاریخ اشاعتش فدائی / گفتم کہ مظاہر القبول ست
۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ ریختہ قلم نادر رقم فخر شعرائی زمان جالینوس دوران حکیم مولوی محمد اسمعیل صاحب ذبیح اویسی متوطن دبائی

صدق سخن شناس کا پاکیزہ تر کلام / پیدا ہے جس سے خواجۂ عالم کی شان پاک
شایع ہوا ہے مطبع نامی سے آجکل / ہان مژدۂ نشاط ہو اے عاشقان پاک
سچے رسول پاک کا مداح صدق ہے / ممدوح پاک وہ ہی یہ ہے مدح خوان پاک
ہندوستان کو فخر اشارت علی سے ہے / زیبا ہے گر کہین اسے ہندوستان پاک
صل علے کا غل نہو کیون بند بند پر / کیسی زبان پاک ہے کیسا بیان پاک

اللہ کس مطہر و طاہر کی ہے ثنا
اوترے ہین آسمان سے سبوحیان پاک

پاکیزہ لفظ پاک معانی ہین پاک حرف
لکھی ہے مرد پاک نے کیا داستان پاک

ایسے کلام پاک کی تاریخ کے لئے
مین ای ذبیح لاؤن کہان سے زبان پاک

بیجا نہین کہون جو مضامین پاک شان
یہ مظہر یقین ہے یہ ہی۔ ارمغان پاک
۱۳۱۵ھ ۱۳۱۵ھ ۱۳۱۵ھ

دیگر

حضرت صدق نے جزاہ اللہ
آگئی جان نظم اردو مین

کیا لکھی مدح سرور عالم
واہ وا اے سخنور عالم
اسکی تاریخ انطباع ذبیح

عالم قدس تک ہے جسکی دھوم
ہے ولادت رضاعت و معراج
لکھیئے۔ ذکر ہمیت عالم
۱۳۱۵ھ

جسکا سودائی ہے سر عالم
اور سراپائے رہبر عالم

دیگر

حضرت صدق کی تصنیف شریف
جس مین ہے ذکر رسول مقبول

چھپ گئی شکر ہے تیرا اللہ
آرزو دل کی ہوئی آج حصول

تھی مجھے سال اشاعت کی تلاش
دیر سے ذہن رسا تھا مشغول

ناگہان بلبل سدرہ نے ذبیح
دی صدا۔ زمزمۂ ذکر رسول
۱۳۱۵ھ

دیگر

چھپی وہ مہر نبوت اب تو جو ایک مدت سے چھپی ہی تھی
دکھائی ہے مدحت محمدؐ مین صدق نے قدرت الٰہی

شفیع محشر کے ہین فضایل دل دو عالم ہے اسپہ مایل
ذبیح تاریخ طبع لکھیئے۔ وثیقۂ رحمت الٰہی
۱۳۱۵ھ

دیگر

دلنشین آمد کلام صدق مداح رسول
صورت نقش سویداور قلوب اہل علم

بہر تاریخ اشاعت اے اویسی گفتہ ام
سکہ زد مہر نبوت بر قلوب اہل علم
۱۳۱۵ھ

غاشیہ بردار جناب ذوالفقار نعلبند سرکار دلدل سوار سخنور خوش تقریر خلیفہ امیر بخش صاحب امیر متوطن میرٹھ

چہ خوش فکر جناب صدق خوشخو
زتاثیر کلام عطر بیزش

بشعرش معنیٔ باریک چون مو
وزان ہر سو ہوای یاسمن بو
بخوان این مصرعۂ نور علی نور

چہ گل افشاند در میلاد احمد
امیر نعلبند توسن شاہ
بہر دل نعل در آتش پئے او
۱۳۱۵ھ

برو نافہ تصدق کرد آہو
بتاریخش چہ ہستی سر بزانو

از چکیدہ خامہ گہربار جواہر نثار ذاکر بزم حسنین منشی مقبول حسین صاحب مقبول رئیس شہر میرٹھ

جو مہر نبوت کی پھیلی ضیا
منور ہوئی اس سے طبع سلیم

پئے یاد مقبول والا طبیعت
سن اسکا رقم کر سراج العظیم

از طبع دلدادۂ آل نبی جناب منشی محمد وزیر علی صاحب. وزیر برادر منشی نصیر علیخانصاحب ڈپٹی کلکٹر مرحوم

چو صدق سخنور بصد شان و شوکت
خیابان خیابان گل نعت احمد

رقم کرد میلاد ختم الرسالت
بیفشاند ہر جا بحسن عقیدت
وزیر از پئے یاد تاریخ گفتم

تعالی اللہ این شاعر نکتہ سنجے
کشودہ لب از مدح آل پیمبر
مقدس کلید در قصر جنت ۱۳۱۵ھ

مسدس نوشتہ بفکر طبیعت
بوصفت صحابہ ہم افزود زینت

قطعہ تاریخ من تصنیف صاحب شوکت و جاہ جناب نواب سید اصغر علیشاہ صاحب شیدا نبیرہ نواب سید جانفشان خانصاحب مرحوم

زہے مہر نبوت اے شیدا
نظم فرمود صدق والا جاہ

نور افروز بزم صدق و صفا
حرف حرفش دلیل فہم و ذکا
از پئے یادگار تاریخش

جلوہ افروز از مضامینش
مثل او نیست در جہان دیگر
گو سراسر کتاب صدق و صفا ۱۳۱۵ھ

ذکر میلاد شاہ صل علی
بخدا در سخنوری یکتا

از فکر رسا عظمت و اقبال دستگاہ جناب نواب سید معظم علیشاہ صاحب معظم نبیرہ نواب سید محمد جانفشان خانصاحب مرحوم

صدق نکتہ سنج در ملک بلاغت تاجدار
نظمش از نظم ثریا برد گوئے افتخار
بہر تعریفش زبان با صد تمنائے دلی
شمع بزم مولد شاہ حبیب کردگار
بہ تصنیف صدق سخن سنج اکرم ۱۳۱۵ھ

بر در دیوانگہہ نظمش فصاحت پیشکار
نظم کردہ طبع رنگینش بصد صدق و صفا
برگرفت از عقل اول استعارہ مستعار

ایضاً

معظم علی شاہ تاریخ او

میزند کوس تفاخر بر سر نہ آسمان
ذکر میلاد جناب شافع روز شمار
این ندا آمد معظم از سر چرخ برین
چہ مہر نبوت دل افروز عالم
رقم کن زہے نعت شاہ معظم ۱۳۱۵ھ

از طبع صاحب مجد و علا سیادت پناہ نواب سید امجد علیشاہ صاحب امجد پیشکار نبیرہ نواب سید محمد جانفشان خانصاحب مرحوم

جناب قبلہ صدق نکتہ پرداز
ز انوار مضامین جلیلش

فروغش بر دل آگاہ روشن
ز ماہی تا بہ اوج ماہ روشن
بشد امجد پئے تاریخ طبعش

عجب مہر نبوت کرد تصنیف
ملک لب از پئے تحسین کشادہ
چراغ دین والا جاہ روشن

کز و دین رسول اللہ روشن
بگشت از طبع آن ہر گاہ روشن

از نتائج طبع آبروی علم و یقین جناب منشی محمد تاج الدین صاحب الم متوطن مارہرہ ضلع ایٹہ

حضرت صدق صاحب تمکین
بزم میلاد شاہ اقدس را

فکر اعاز ریاض دین گل چین
داد مہر نبوتش تزئین
بہر تاریخ اے الم ہاتف

ہمسرش نیست در سخن سنجی
آمدہ ہر چہ بر لب پاکش
گفت نعت رسول تاج الدین ۱۳۱۵ھ

برد گوئے سبق ز آن و این
کرد روح الامین بر و تحسین

ایضاً

یہ مہر نبوت ہے کیا دل نشین
ہے بزم میلاد شمع مبین
کہ تصنیف ہے حضرت صدق کی
جہاں میں کوئی انکا ہمسر نہیں

ہوا طبع کو جبکہ اُس سے فراغ

فلک پر مہ و مہر ہیں شرمگین
زروئے ادب اہو آلم اسکاکن

کوئی اُسکی تعریف کیا کر سکے
کہا ہمنے توصیف سرتاج دین ۱۳۱۵ھ

درود آپ پہ پڑھتے ہیں روح الامین

قطعہ تاریخ من تصنیف عزت افزای سعادت صاحب عقل و تمیز جناب شیخ عزیز بخش صاحب عزیز نبیرہ خان بہادر حاجی حافظ شیخ عبدالکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس اعظم میرٹھ

واہ کیا مہر نبوت ہے جلیل
صدق نکتہ سنج والا دستگاہ

تر زبان اُسکی ثنا میں جبرئیل
ہیں سخن کی وہ متانت کے کفیل
طبع کی تاریخ جو پوچھے عزیز

ذکر میلادِ جناب مصطفےٰ
کیا مسدس میں یہ لکھا اصل علے
کر رقم اے بے نظیر و بے عدیل ۱۳۱۵ھ

نکتہ نکتہ حجتِ حق کی دلیل
دیکھکر حیران ہے جسکو ہر عقیل

قطعہ تاریخ از نتایج طبع نہال گلشن اقبال نوجوان بے لوث جناب منشی شیخ غلام غوث صاحب غوث نبیرہ خان بہادر حاجی حافظ شیخ عبدالکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای رئیس اعظم میرٹھ

نہ جاری ہو فرمانِ دارالفصاحت
کشش اُسکے اشعار کی کچھ نہ پوچھو
کہو دلِ غیب تاریخ غوث
قبلہ و کعبہ صدق والا جاہ
اللہ اللہ چہ نظم رنگینش

نہ گر حضرتِ صدق کی ہو صداقت
نکل آئے کانون سے باہر سماعت

جو تصنیف مُہر نبوت کیا
ہوا زیورِ طبع سے جو مرصع

ایضاً

کارشان جملہ کار و بار بہشت
ہر یکے لعل آب دار بہشت
غوث رنگین مزاج تاریخش

زہے گوہر بسلک نظم کشید
طبع زیور چو بر گرفت ازو
گفتمش گلشن بہار بہشت ۱۳۱۵ھ

چمک اُٹھا عالم میں نور بلاغت
ہوئی تا بہ عرش بریں اُسکی شہرت
کہ نورٌ علےٰ نور مہر نبوت ۱۳۱۵ھ
بہر میلاد نام دار بہشت
گشت بی آب نقش کار بہشت

من تصنیف لطیف غنچہ گلزار آمال و آمانی جناب شیخ غلام احمد صاحب جیلانی نبیرہ خان بہادر حاجی حافظ شیخ محمد عبدالکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای رئیس میرٹھ

تعالیٰ اللہ زہے مہر نبوت ہے
ہر اک مصرع کی اُنکے عاشق زار

کہ ذکر حضرتِ ختم الرسالت ہے
فصاحت ہے بلاغت ہے متانت ہے
اگر پوچھے کوئی تاریخ جیلانی

ہمارے قبلہ و کعبہ جو ہیں صدیق
چھپا ہے جس گھڑی سے یہ مسدس
کہو بے مثل یہ مہر نبوت ہے ۱۳۱۵ھ

یہ اُنکا گلشن باغ ذہانت ہے
کہوں کیا میں جو کچھ مطبع کو زینت ہے

از نتایج فکر صاحب طبع سلیم خلیق و متین جناب شیخ غوث محی الدین صاحب علیش نبیرہ خان بہادر حاجی حافظ شیخ محمد عبدالکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای رئیس اعظم میرٹھ

وہ چہ ای میلادِ شاہِ انس و جان جلوہ فروز
شمع وصفش بر زبان عرشیان جلوہ فروز
چون بیان مولد نور الٰہی نظم کرد
ہست تحسین بر زبان این و آن جلوہ فروز
عیش اہل دین تاریخش برائے یادگار

نور ایمان از زمین تا آسمان جلوہ فروز
شاعر شیرین زبان اُستاد بے مثل و عدیل
گشت زو شمع زبان قدسیان جلوہ فروز
طبع از نور تجلیش چو زیور بر گرفت

قبلہ و کعبہ جناب صدق والا اقتدار
بر سر ما سایۂ الطاف شان جلوہ فروز
وہ چہ اشعارِ پر آب و تاب نعت مصطفےٰ
گشت آن در مجلس کرد بیان جلوہ فروز
گو بود مہر نبوت در جہان جلوہ فروز

دیگر

جہان افروز ہی مہر نبوت
ضیا جبتک رہی شمس و قمر مین

جلا کار فصاحت اور بلاغت
رہین وہ چشم افروز بلاغت
لکھو اے عیش اب تاریخ اُسکی

جناب قبلہ صدق اُسکے مصنف
پڑھا صل علےٰ ملک و ملک نے
تعالی اللہ مہ مہر نبوت

کہ جنکی ماہی سے تا ماہ شہرت
عطا کی طبع کو اُسنے جو زینت

بلبل بوستان سخن چارہ ساز امراض نو و کہن جناب حکیم محمد حسن صاحب حاذق مصنف کتاب افسانہ حکمت وغیرہ متوطن میرٹھ

ہی اپنے زمانہ کا صدق سخندان
لکھے ایسے میلاد اقدس کے مضمون
کہا ہاتف غیب نے گوش دل مین

ظہوری و سحبان و عرفی و حسان
کہ صل علیٰ پڑھتے ہین حور و غلمان
ہے کیون فکر مین اسقدر تو پریشان

اگر فن تاریخ مین کوئی دیکھے
محمد حسن خادم آل احمد
رقم کرے یہ از روی انصاف حاذق

تو ہی روکش آفتاب درخشان
ہوا فکر تاریخ مین جبکہ حیران
زہی نسخۂ دفع اسقام عصیان

از نتائج رونق بازار یکجہتی و یکدلی شیخ محمد اعجاز علی صاحب اعجاز رئیس میرٹھ

صدق کا مہر نبوت جو چھپا
وصف اُسکا ہو سکے کس سے بیان
دیکھیے جس شعر کو وہ لاجواب

سُنکے ہر اک نے کہا صل علےٰ
شاعر شیرین سخن عالی ذکا
آمین حیران ہون لکھون تاریخ کیا

افتخار انبیا کے وصف مین
یون تو ہی اُنکا سخن خاطر پسند
یہ صدا آئی دل اعجاز سے

جو کہا حق نے وہی لکھا گیا
خاتمہ پر اُنکے ہے تاریخ کا
کلہم اعجاز ختم الانبیا

از تصنیفات نادرہ رقم ہنگامہ آرائے لطف و امتنان جناب منشی محمد احسان علی صاحب احسان اورسیر سابق بنگال رئیس میرٹھ

ز مہر نبوت جہانست روشن
چہ صدق چمن بند باغ فصاحت

زہے شمع دین جلوہ فرمن این
کہ از ابر کلکش شگفتہ چمن این
رقم کرد از بہر تاریخ احسان

گل افشان زہے بہر وصف نبوت
نظر آمدہ صورت نور ایمان
عجب ذکر حد حسین و حسن این

مسدس بگو خمسہ پنجتن این
چراغ ہدایت پئے انجمن این

قطعۂ تاریخ ریختہ قلم فیض رقم سبق آموز حزین و علی جناب منشی مولوی محمد عباس علی صاحب شہر خوشنویس مدرس مدرسہ منصفی میرٹھ

دم بخود ہین صدق کے اوصاف مین نطق و رقم
شاعر شیرین بیان تاریخ دان لاجواب

ذی شکوہ و ذی وقار و ذی کمال و ذی حشم
ہاتھ مین اُن کے فصاحت اور بلاغت کا علم

گل فشانی کی عجب میلاد شاہنشاہ مین — وجد مین ہین بلبلان گلشن باغ ارم
بولا ہاتف اے شرر تاریخ اُس کے طبع کی — واہ کیا مہر نبوت مستند ہے کر رقم
۱۳۱۵ھ

غازۂ رخسار نطق و بیان فصیح لبیب منشی برکت شیر خان صاحب ادیب اڈیٹر اخبار ہمدرد میرٹھ

صدق کو دی خدا جزائی خیر — اُن کا خامہ ہی احسن الحرکت — ایسے میلاد کے لکھے مضمون — کہ عطار دسے لیگئے سبقت
برکت شیر خان پئے تاریخ — لکھیئے وللہ و شیقۂ برکت
۱۳۱۵ھ

یوسف مصر جمال نیر برج اقبال مظہر انوار فضل عظیم نمونہ الطاف رب کریم بابو منشی محمد احسان عظیم صاحب احسان
ہیڈ کلرک سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس ڈویژن میرٹھ

وہ چہ مہر نبوت دلخواہ — مجمع خیر و مظہر برکات — گفت احسان سنش زروی ادب — این عجب طرفہ مصدر الحسنات
۱۳۱۵ھ

دیگر

نتیجہ ہے مہر نبوت سخن کا — مسدس ہے یا خمسہ ہے پنجتن کا — ضیا اُسکی ہی ماہ سے تا بماہی — ہوا دین روشن رسول زمن کا
ہر اک بند مین ہی بہار مضامین — شجر ہے ولادت کے رنگین چمن کا — مسدس ہی احسان صدق ذکی کا — کہون کیا کہ اُستاد ہے اپنے فن کا
لکھو اُسکی تاریخ از روئے قرآن — کہ ہے ذکر جد حسین و حسن کا
۱۳۱۵ھ

دیگر

کیا کلام صدق ہی صل علے صل علے — ذکر میلاد حبیب حضرت رب ودود — وصف اُسکا کر سکے کیونکر کوئی اہل زبان — خود فصاحت اور بلاغت کرتی ہی اسکو سجود
طبع کی تاریخ احسان از برائی یادگار — کر رقم مہر نبوت خوب از روی درود
۱۳۱۵ھ

از نوجوان طباع و ذکی جناب منشی مولوی عوض علی صاحب عوض خلف الصدق مولوی عباس علیصاحب میرٹھی

ہین صدق سخندان جو والا مناقب — نہین شعر مین کوئی اُنکے مقابل — لکھے ایسے میلاد حضرت کے مضمون — ثواب اُسکے پڑھنے سے ہی ہلک کو حاصل
اگر طبع کی کوئی تاریخ پوچھے — کہوا ہو عوض مصدر فیض کامل
۱۳۱۵ھ

گوہر دریائے مروت مقبول جہان نواب سخاوت حسین خان صاحب سخاوت رئیس شہر میرٹھ

جزاک اللہ صدق سخن آفرین — لکھا مولد خاتم مرسلین — سخاوت یہ تاریخ اُسکی کہو — کہ نعت شہنشہ دنیا و دین
۱۳۱۵ھ

از نتایج طبع شاعر نازک خیال بے عدیل و بے مثال جناب منشی ذاکر علیصاحب ذاکر رئیس میرٹھ

صدق کا جو نیر ذہن رسا روشن ہوا — اُسکے نور پاک سے ارض و سما روشن ہوا — پھیلی جو مہر نبوت کی شعاعون کی چمک — ماہ سے ماہی تلک نور خدا روشن ہوا

یہ صدا آئی سر افلاک سے ذاکر مجھے — کر رقم مہر نبوت واہ کیا روشن ہوا

قطعہ تاریخ نوجوان فصیح البیان مداح رسول الثقلین منشی محمد قرۃ العین صاحب کیفی عرف غلام احمد ساکن میرٹھ

زہے در صفت صدق نکتہ پرداز — بمیلاد جناب جد حسنین
سر دشتم از پئے تاریخ کیفی — رقم کردہ بمدحت قرۃ العین

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع شاعر جادو بیان فصیح اللسان جناب منشی مظفر حسین خانصاحب مظفر رئیس میرٹھ و مشاغوان سیالکوٹ

ہیں صدق سخن سنج عالی ہمم — ہے سایہ میں انکے ہمیں عافیت
یہ مہر نبوت جو انکا چھپا — فصاحت کی ظاہر ہوئی ماہیت
پئے یادگار اے مظفر حسین — رقم کیجیے کیا نوشہ عاقبت

تاریخ طبع زاد واقف رموز کلام الٰہی فاتحہ کتاب دانش و آگاہی سرست خمخانہ مستان شاہی جناب حافظ قاری منشی محمد امداد الٰہی صاحب امداد رئیس میرٹھ

چہ طرفہ مہر نبوت فروغ دین متین — زفکر حضرت صدق ست این متاع مبین
بگفت از پئے تاریخ طبع او امداد — بہین قبالہ زعفو دوام خلد بریں

دیگر

ای زہے مہر نبوت صدق ترتیبش نمود — خاطر افروز ملائک دل پسند ہر ولی
طرفہ گوہر سفت امداد از پئے تاریخ او — سکہ زد مہر نبوت بر دین جلی

من تصنیف تیز فہم سنجیدہ خیال خوشنویس بے مثال جناب منشی وزیر علی صاحب خوشنویس ملازم اخبار پولیس نیوز میرٹھ

بہت گلشن دہر میں دیکھا بھالا — یہ مہر نبوت ہی سب میں نرالا
چمن ہے ثنائے جناب نبی کا — کہیں یاسمیں سنبل کہیں یاسمیں لالہ
وزیر اسکا پوچھے اگر کوئی سن — کہو بزم باغ جنان کا قبالہ

نازک خیال شاعر بے مثال سجدہ ریز آستانہ باب علی جناب بابو فتحیاب علی صاحب رئیس میرٹھ محلہ کمبوہ دروازہ

وہ چہ ای مہر نبوت لاجواب — نظم کردہ صدق از بہر صواب
از برائے یادگار طبع او — اختر ایمان بود سن فتحیاب

از طبع ذہن متین مجمع سعادت نامتناہی عزیزی بابو انوار الٰہی صاحب انوار رئیس میرٹھ

رہی مہر نبوت شمع فانوس سماہی ہے — موصوف اسکا ہر اک ماہ سے تاباں ہی ہے
صدا آتی ہے یہ انوار سہیم طبع کی دل سے — یہ کیا مہر نبوت مہر انوار الٰہی ہے

از طبع فہیم و ذکی مورد عنایات رب صمد عزیزی منشی نواب احمد صاحب احمد رئیس میرٹھ

عجب یہ مسدس ہے نواب احمد — فرشتوں کی ہے سننے کو آمد آمد
لب بلبل سدرہ سے کہہ صدا — ہے صل علیٰ ذکر میلاد احمد

از نتائج طبع بالا نشین مسند شیوا بیانی خاقانئے ہندوستان مداح رسول کریم فخر نظیری و کلیم آداب رموز
سراج دودۂ مولوی محمد وزارت علی صاحب حمد مدرس اول مدرسہ تحصیلی غازی آباد

جناب قبلہ و کعبہ سخنور	سخن گویا عرض ہی اور وہ جوہر	فصاحت میں بلاغت میں ذکا میں	نہیں انکا جہاں میں کوئی ہمسر
الٰہی تا نظام ماہ و خورشید	رہیں سر پر ہماری سایہ گستر	اگر فرمائیں روشن شمع تفصیل	ہر اک ذرہ ہو رشک مہر انور
جو ہو اجمال کی جانب طبیعت	سمندر ہوا بھی قطرہ سے کمتر	کئے میلاد کے مضمون جو تحریر	ہوا صل علیٰ کا شور گھر گھر
ہوا اشعار پر قربان ثریا	مرصع طبع کا پہنا جو زیور	ہوئی تاریخ کی جو فکر مجھکو	گیا ذہن رسا عرش بریں پر
	کہا یہ بلبل سدرہ نے ای حمد	زہے گلدستہ نعت پیمبر ۱۳۱۵ھ	

کحل الابصار صدق و صفا سخن شناس بے مثل و نظیر جناب منشی محمد وزیر علی صاحب وزیر محرر جوڈیشل مواؤنہ کلاں ضلع میرٹھ

جناب قبلہ و کعبہ سخندان	فصاحت اور بلاغت میں ہیں سحبان	کیا تحریر جو مہر نبوت	ملائک ہیں فلک پر تہنیت خوان
لکھے وہ نعت کے رنگین مضامین	ہوئی بیتاب سنکر روح حسان	ہوا جب طبع سے وہ شہرت انگیز	طبیعت تھی پئے تاریخ حیران
	وزیر آکر کہا روح الامین نے	رقم کر جوہر تفسیر قرآن ۱۳۱۵ھ	

قطعہ تاریخ تراویدہ خامہ طرفہ رقم مجمع لطف اتم جناب منشی احمد خان صاحب احمد ڈاک بابو ڈاکخانہ شہر میرٹھ

زہے ذکر میلاد ختم الرسالت	ملائک ہمہ گوش بہر سماعت	رقم کردم احمد بتاریخ طبعش	بجا صدق آیات مہر نبوت ۱۳۱۵ھ

[illegible]

چہ مہر نبوت چہ مہر نبوت	فشاند بروں لعل و گوہر فصاحت	بتاریخ او سر بزانو نشستم	گرفتہ چو از زیور طبع شہرت
	بگو از لب جبرئیل ای نظیر	بدین جمیل ست مہر نبوت ۱۳۱۵ھ	

من تصنیف منظور جہان مقبول زمان منشی نظر محمد خان صاحب رئیس قصبہ باغپت ضلع میرٹھ

ہوا روشن جو اس مسدس سے	صدق کا نام ماہی سی تاماہ	فکر تھا یہ نظر محمد خان	کہ ہو تاریخ اسکی کیا دلخواہ
	سر بالیں سے یہ آئی صدا	ذکر پیدائش حبیب اللہ ۱۳۱۵ھ	

از تصنیف لطیف خوشنویس اعجاز رقم جواہر نگار نادر قلم منشی محمد محبوب علی صاحب جوش مالک نامی پریس میرٹھ

سال میلاد شہنشاہ دو عالم	تصنیف کردہ صدق سخن سنج ذی کمال	از بہر یادگار سن انطباع او	جوش گفت بہجت محبوب ذوالجلال ۱۳۱۵ھ

بنتہ قلم بلاغت رقم نور دیدۂ صدق و صفا حافظ محمد حسین صاحب ضیا خلف حافظ امداد حسین صاحب طور عرفانی

ضرت صدق کے انوار سخن کی ہے وہ دھوم   چمن دھر مین ہین طور کے جلوے اظہار
ہے ضیا نور نگاہ شرف و عزت و جاہ   **دیگر**   نظم میلاد کا ہر ایک ورق فیض آثار
۹۸

ضیا و حبذا اصل علے   ہے عجب طرفہ تر و نادر ادا   بی نظیر و بے مثال و باکمال   مولد منظومۂ صدیق الضیا
۱۳ ۱۵

دیگر

خاطر و تسکین دل و فرحت روح   از ازل تا ابد وصف رسالت آمد   مژدہ باد اکہ با انوار و ضیا ہر طرف   شاہد صدق بیان مہر نبوت آمد
۱۳ ۱۵

عن چمن مین رنگ نیا ہی اور ہے تازہ آب و ہوا   **دیگر**   طور بنا ہے سارا عالم نور خدا ہے جلوہ نما
دق کے ہی میلاد کی دھوم اور چار طرف ہی کیف فضا   قافلۂ الہام غیبی ۔ جلوہ فزا ہے آج ضیا
۱۳ ۱۵

طعہ تاریخ از خاکسار سراپا انکسار زاویہ نشین ناکامی عاصی حافظ محمد معشوق الہی المتخلص بہ نامی
یذ بلبل ہندوستان اُستاد السلطان فصیح الملک نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی اُستاد والی حیدر آباد دکن

ہے عجب صل علی مہر نبوت دل نشین   ذکر پاک حضرت سلطان ختم المرسلین
قبلہ و کعبہ جناب صدق کی تصنیف ہے   نکتہ نکتہ اُن کا گویا خاتم دل پر نگین
ہے فصاحت اُسکے ہر اک لفظ سے جلوہ فروز   گر بلاغت کو کوئی پوچھے تو ادنی خوشہ چین
کیا بشر کی تاب مُنہ کھولے جو اُنکے وصف مین   تر زبان جسکی صفت مین حضرت روح الامین
فکر سے اُنکے ہین حسن شعر کو لاکھون فروغ   صاف گر پوچھو تو ایسا اب کوئی شاعر نہین
تھا مین اے معشوق الہی فکر مین تاریخ کی   ہوگئی ہو طبع سے اُسکے مجلّی چشم دین
پھر یہ نامی نے کہا اتنا تردد کس لیئے   گر رقم ہو مولود معشوق الہی بہترین
۱۳ ۱۵

تاریخ طبع مواج عدیم العدیل ناظم بے مثال و مثیل صدر نشین ایوان سخندانی رشک نظامی و فغانی
فخار شعرائی ہندوستان مدح بردار رسول انس و جان جناب نواب محمد اشارت علیخان صاحب صدق

مصنف کتاب ہذا

ن نوشتم صدق میلاد رسول   لب تحسین سر کشادہ جبرئیل   ہاتفم گفت از برائی طبع او   ای در ارد دست قرآن جلیل
۱۳ ۱۵

ایضاً

شتہ چو میلاد شاہ رسالت   بنورش جہان پر انوار کردی   جزاک اللہ ای صدق عالی طبیعت   بکوزہ چہ دریای زخار کردی
۱۳ ۱۵

گذارش

ناظرین باتمکین و شائقین خجستہ آئین کی خدمت میں التماس ہے کہ کوئی صاحب بلا اجازت بندہ حسب منشاء ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے طبع کا قصد نفرمائیں کیا فائدہ بعوض نفع نقصان اُٹھاویں کیونکہ اس کا حق تصنیف مصنف صاحب موصوف نے بندہ کو عطا فرما دیا ہے۔

لہذا جسقدر جلدیں مطلوب ہوں احقر سے طلب فرماویں۔ زیادہ جلدوں کی یکمشت خریدار کو کمیشن بھی دیا جائیگا۔

الملتمس

عاصی نامتناہی خاکسار محمد معشوق الٰہی نامی

منیجر نامی پریس بالائی کوٹ میرٹھ